Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس مفتی محمد امجد حکیم محمد فیضان غفار الحق

فی شمارہ.............. 25 روپے
سالانہ.............. 300 روپے

خط و کتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....حقوقِ نسواں کا نعرہ..........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط140)...اللہ کو اپنی قسموں کے لئے نیکی سے آڑ بنانے کی ممانعت ......// // 5

درسِ حدیث ....خوارج اور قرآن حلق سے نیچے نہ اترنے والوں کی قرائت (چوتھی وآخری قسط)...// // 11

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ملفوظات..........مفتی محمد رضوان 26

اہلِ جنت، اعمال نامے اور ریکارڈنگ سسٹم (حصہ دوم)..........مفتی محمد امجد حسین 34

دُنیا کی وقعت (قسط1)..........قاری جمیل احمد 39

ماہِ جمادی الاولیٰ: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..........مولانا طارق محمود 43

علم کے مینار: ....امام ابوحنیفہ اور تحصیلِ حدیث (حصہ دوم)....مولانا غلام بلال 45

تذکرۂ اولیاء: ....حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث..........مولانا محمد ناصر 49

پیارے بچو! ....دو بہادر بچے..........حافظ محمد ریحان 52

بزمِ خواتین ....ازواج مطہرات کے نکاح (قسط1)..........مولانا طلحہ مدثر 54

آپ کے دینی مسائل کا حل...... جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق (قسط1)...ادارہ 62

کیا آپ جانتے ہیں؟........ چھینکنے، تھوکنے اور جمائی لینے کے آداب....مفتی محمد رضوان 76

عبرت کدہ ....حضرت موسیٰ کو علم وحکمت عطا ہونا.....مولانا طارق محمود 80

طب وصحت..........ابتدائی طبی امداد (First Aid) (قسط4)........مفتی محمد رضوان 83

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز..........مولانا محمد امجد حسین 87

اخبارِ عالم ....قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........حافظ غلام بلال 90

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

حقوقِ نسواں کا نعرہ

وقتاً فوقتاً دنیا کے مختلف حلقوں سے حقوقِ نسواں کے متعلق آوازیں بلند ہوتی رہتی ہے، اور بعض مسلم معاشرہ کی طرف سے عورتوں پر ہونے والے مظالم کو بنیاد بنا کر مختلف قسم کے اعتراضات وشبہات کئے جاتے رہتے ہیں، اوران کے سدِ باب پر زور دیا جاتا رہتا ہے۔

ایسے حالات میں مسلمانوں میں دو قسم کے غیر معتدل ردِ عمل سامنے آتے ہیں، ایک طبقہ تو مادر پدر آزاد ہو کر ان مظالم کا سدِ باب اپنی عقل سے سوچتا ہے، اور اس کے لئے قانون سازی کی کوشش کرتا ہے، اور دوسرا طبقہ جو دیندار سمجھا جاتا ہے، وہ عورتوں پر ہونے والے مظالم کا شرعی حل اور سدِ باب پیش کرنے کے بجائے خود ان اعتراضات وشبہات کے جوابات دینے کے درپے ہو جاتا ہے، اور اس سلسلہ میں مسلمانوں کے مادر پدر آزاد طبقہ کی طرف سے جو ان مظالم کے سدِ باب کی کوششیں اور قانون سازی وغیرہ کی تدبیریں ہوتی ہیں، ان کو اسلام کے خلاف قرار دے کر جدوجہد میں لگ جاتا ہے، اور اس طرح عورتوں پر واقعی درجہ میں ہونے والے مظالم کے سدِ باب کا شرعی حل سامنے نہیں آتا۔

ایسے حالات میں اعتدال کا راستہ یہ ہے کہ زوجین کے حقوق پر شریعت نے جو تفصیلات پیش کی ہیں، وہ سامنے لائی جائیں، مثلاً عورتوں کی مار پیٹ کے حوالہ سے فقہائے کرام نے جو تفصیلات ذکر کی ہیں، ان کو منظرِ عام پر لایا جائے، اور مشہور فقہی مذاہب کے استیعاب کے ساتھ کلام کیا جائے، تا کہ قانون سازی کرتے وقت مناسبِ حال اقوال کو سامنے رکھ کر فیصلے کئے جائیں، اسی طرح مثلاً بعض علاقوں میں عورتوں پر جو مظالم اس قسم کے ہوتے ہیں کہ عورتوں پر معاشی ضروریات اور گھر کے اخراجات مہیا کرنے کی ذمہ داری ڈالی جاتی ہے، اور میاں حضرات آرام سے گھر یا دوستوں میں وقت گزارتے ہیں، یا عورتوں پر سارے گھر کے افراد یہاں تک کہ اس کے پورے خاندان، ساس، سسر اور دیور، جیٹھ وغیرہ کی خدمت اور کام کاج کی ذمہ داری ڈالی جاتی ہے، اور ذرا کوتاہی ہونے پر مؤاخذہ کیا جاتا ہے، یا مثلاً بعض علاقوں میں عورتوں کو اس کے والدین کی میراث سے محروم کر دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس مقصد کے لیے قرآن مجید سے شادی کر دی جاتی ہے، یا مثلاً بعض جگہ عورتوں کو تیزاب ڈال کر یا آگ لگا کر جلا دیا جاتا ہے، یا مار

کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

یہ سب کام ایسے ہیں کہ جو سراسر شریعت کے خلاف ہیں، ان کے اسلام میں گناہ اور سخت گناہ ہونے پر بار بار اور تفصیل سے کلام کیا جائے، اور اس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات کو سامنے لایا جائے، تو امید ہے کہ اسلام کی مبارک تعلیمات پر ہونے والے بہت سے شکوک وشبہات اور اعتراضات کا منہ توڑ جواب دیا جاسکے، لیکن اس کے بجائے خود اعتراض کرنے والوں پر تنقید کرنے بیٹھ جانا، یا ان اعتراضات سے متاثر ہوکر اور شریعت کو نظر انداز کر کے اپنی عقل سے فیصلے کرنا محض غلط ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم کے خلاف جس قدر آواز اٹھائی ہے، اور زور دیا ہے، اور اسی طرح کمزوروں اور عورتوں وملازموں بلکہ جانوروں کے حقوق بیان کئے ہیں، دنیا کے کسی مذہب اور قانون میں ان کی ادنیٰ نظیر اور مثال نہیں پائی جاتی، یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پہلے جو آخری کلام کیا، اس میں بھی عورتوں اور غلاموں کے حقوق کی تاکید پر زور دیا، احادیث میں ان چیزوں کی تفصیلات ملتی ہیں۔

اہلِ علم حضرات پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کو خود بھی ملاحظہ کریں، اور منظرِ عام پر بھی لائیں، اور ان چیزوں کی تبلیغ کریں، تحریری طور پر بھی اور زبانی طور پر بھی، جس طرح کا موقع ہو۔ اللہ توفیق عطاء فرمائے۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ 9 ''درسِ قرآن''﴾

ترجمہ: مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں (بعض اوقات لوگوں کی کوتاہیوں کی وجہ سے) یہ قسم اٹھالیتا ہوں کہ لوگوں کا تعاون نہیں کروں گا، پھر میرے سامنے اُن کا ضرورت مند ہونا ظاہر ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے میں ان کا تعاون کر دیتا ہوں، تو جب آپ مجھے اس طرح کی قسم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دیکھیں، تو آپ میری قسم کے کفارہ کے طور پر دس مسکینوں کو کھانا کھلا دیں، ہر ایک مسکین کو ایک صاع جو کا یہ ایک صاع کھجور کا یا آدھا صاع گندم کا (عبدالرزاق، ابنِ ابی شیبہ)

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کی قسم کھانے کے بعد اگر اس کی خلاف ورزی میں خیر ہو، تو اس قسم کو توڑ دینا چاہئے، اور اس کا کفارہ دیدینا چاہئے، اور اگر قسم تو ایسی چیز پر کھائی تھی کہ جو گناہ نہیں تھی، پھر اس کو توڑ دیا، تو بھی کفارہ دینا لازم ہوتا ہے، اور قسم کے کفارہ کی تفصیل آگے آتی ہے۔

(سورہ بقرہ قسط140، آیت224)

مفتی محمد رضوان

اللہ کو اپنی قسموں کے لئے نیکی سے آڑ بنانے کی ممانعت

وَلَا تَجۡعَلُوۡا اللّٰهَ عُرۡضَةً لِّاَيۡمَانِكُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡا وَتَتَّقُوۡا وَتُصۡلِحُوۡا بَيۡنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ (سورة البقرة، رقم الآية ٢٢٣)

ترجمہ: اور نہ بناؤ تم اللہ کو آڑ اپنی قسموں کے لئے، یہ کہ تم نیکی کرو اور تقویٰ اختیار کرو، اور صلح کرو لوگوں کے درمیان، اور اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

بعض حضرات نے فرمایا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کے سامنے اپنا سچا اور پاکیزہ ظاہر کرنے کے لئے کثرت سے سچی قسمیں اٹھانے سے بچو۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جھوٹی قسم اٹھانے سے بچو۔

قرآن وسنت میں کثرت سے قسمیں کھانے اور جھوٹی قسمیں کھانے کی بھی ممانعت آئی ہے۔

لیکن حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اور جلیل القدر تابعین حضرت مجاہد، حضرت سعید بن جبیر، حضرت طاؤس، حضرت حسن، حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت قتادہ رحمہم اللہ وغیرہ سے مذکورہ آیت کی تفسیر کا یہ مطلب مروی ہے کہ تم اللہ کے نام کو اپنی قسموں کے لئے نیکی کرنے اور تقویٰ اختیار کرنے اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے متعلق آڑ نہ بناؤ، مثلاً اس طرح کی قسم نہ اٹھاؤ کہ اللہ کی قسم! میں فلاں نیک عمل نہیں کروں گا، یا ماں باپ سے بات چیت نہیں کروں گا، یا ضرورت مند کو کچھ نہ دوں گا یا باہم کسی میں مصالحت نہ کراؤں گا، ایسی قسموں میں اللہ کے نام کو برے کاموں کے لیے آڑ مت بناؤ، اور اگر کسی نے ایسی قسم اٹھالی ہو، تو اس کو توڑنے اور کفارہ دینے کا حکم ہے۔ [1]

---

[1] أخبرنا أبو زكريا بن أبى إسحاق المزكى، أنبأ أبو الحسن الطرائفى، ثنا عثمان بن سعيد، ثنا عبد الله بن صالح، عن معاوية بن صالح، عن على بن أبى طلحة، عن ابن عباس رضى الله عنه، فى قوله عز وجل (ولا تجعلوا الله عرضة لأيمانكم)يقول " :لا تجعلنى عرضة ليمينك، أن لا تصنع الخير، ولكن كفر عن يمينك، واصنع الخير (السنن الكبرىٰ للبيهقى، رقم الحديث ١٩٨٥٥)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

سورہ نور کی آیت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ(سورة النور آيت ٢٢)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾أنا عبد الرحمن ، قال :نا إبراهيم ، قال :نا آدم ، قال :نا ورقاء ، عن ابن أبى نجيح ، عن مجاهد :فى قوله (ولا تجعلوا الله عرضة لأيمانكم) قال : أمروا بالصلة والمعروف والإصلاح ، وإن حلف حالف ألا يفعله فليفعله وليكفر يمينه(تفسير مجاهد، رقم الحديث ١٠٩)

حدثنا محمد بن بشار قال، حدثنا ابن مهدى قال، حدثنا سفيان، عن أبى حصين، عن سعيد بن جبير ":ولا تجعلوا الله عرضة لأيمانكم "، قال :هو الرجل يحلف لا يصلح بين الناس ولا يبر، فإذا قيل له، قال":قد حلفت."(تفسير الطبرى، رقم الحديث ٤٣٥٥، سورة البقرة)

عن معمر، عن ابن طاوس، عن أبيه، فى قوله :(ولا تجعلوا الله عرضة لأيمانكم)قال :هو الرجل يحلف على الأمر الذى لا يصلح ثم يعتل بيمينه، ويقول :إن الله يقول :(أن تبروا وتتقوا)يقول :هو خير من أن يمضى على ما لا يصلح، فإن حلفت كفرت، عن يمينک وفعلت الذى هو خير(مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ١٦٠٤٨)

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، ومحمد بن موسى، قالا :نا أبو العباس الأصم، نا إبراهيم بن مرزوق، نا روح بن عبادة، عن سعيد، عن قتادة، عن الحسن، فى قوله عز وجل :(ولا تجعلوا الله عرضة لأيمانكم)قال " :لا تعتلوا بالله، لا يقل أحدكم :إنى آليت أن لا أصل رحما، ولا أسعى فى صلاح، ولا أتصدق من مالى، كفر عن يمينک وائت الذى حلفت عليه "وهو قول قتادة(شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ٧٦٠٤)

حدثنا سعيد، قال :نا هشيم، قال :نا مغيرة، عن إبراهيم -فى قوله عز وجل :(ولا تجعلوا الله عرضة لأيمانكم)- ، قال:(هو الرجل يحلف أن لا يصل رحمه، ولا يبر قرابته، ولا يصلح بين اثنين، فلا تمنعه يمينه من أن يفعل ذلک، ويكفر عن يمينه)(التفسير سنن سعيد بن منصور، رقم الحديث ٣٧١)

قال الدكتور سعد بن عبد الله بن عبد العزيز آل حميد :سنده صحيح(حاشية التفسير سنن سعيد بن منصور)

حدثنى القاسم قال، حدثنا الحسين قال، حدثنى حجاج، عن ابن جريج قال، سألت عطاء عن قوله ":ولا تجعلوا الله عرضة لأيمانكم أن تبروا وتتقوا وتصلحوا بين الناس "، قال :الإنسان يحلف أن لا يصنع الخير، الأمر الحسن، يقول":حلفت !"قال الله :افعل الذى هو خير وكفر عن يمينک، ولا تجعل الله عرضة(تفسير الطبرى، رقم الحديث ٤٣٥٦، سورة البقرة)

حدثت عن الحسين قال، سمعت أبا معاذ قال، أخبرنا عبيد بن سليمان قال، سمعت الضحاک، يقول فى قوله ":ولا تجعلوا الله عرضة لأيمانكم "الآية :هو الرجل يحرم ما أحل الله له على نفسه، فيقول ":قد حلفت !فلا يصلح إلا أن أبر يمينى "، فأمرهم الله أن يكفروا أيمانهم ويأتوا الحلال(تفسير الطبرى، رقم الحديث ٤٣٥٧، سورة البقرة)

حدثنا موسى قال، حدثنا عمرو قال، حدثنا أسباط، عن السدى ":ولا تجعلوا الله عرضة لأيمانكم أن تبروا وتتقوا وتصلحوا بين الناس "، أما "عرضة"، فيعرض بينک وبين الرجل الأمر، فتحلف بالله لا تكلمه ولا تصله .وأما "تبروا"، فالرجل يحلف لا يبر ذا رحمه فيقول ":قد حلفت "!، فأمر الله أن لا يعرض بيمينه بينه وبين ذى رحمه، وليبره، ولا يبالى بيمينه .وأما "تصلحوا"، فالرجل يصلح بين الاثنين فيعصيانه، فيحلف أن لا يصلح بينهما، فينبغى له أن يصلح ولا يبالى بيمينه .وهذا قبل أن تنزل الكفارات(تفسير الطبرى، رقم الحديث ٤٣٥٨، سورة البقرة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: اور نہ قسم کھا بیٹھیں تم میں سے جو لوگ فضل اور کشائش والے ہیں، اس بات کی کہ وہ نہیں دیں گے رشتہ داروں کو اور مسکینوں کو، اور ہجرت کرنے والوں کو اللہ کے راستہ میں، اور چاہیے کہ معاف کردیا کریں اور درگزر کردیا کریں، کیا پسند نہیں کرتے تم لوگ کہ مغفرت کردے اللہ تمہاری، اور اللہ غفور ہے، رحیم ہے (سورہ نور)

احادیث میں آتا ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بعض لوگوں نے تہمت لگائی، تو ان کی برأت اور پاکدامنی کا قرآن مجید میں حکم نازل ہونے سے پہلے بعض سادہ لوح مسلمانوں نے بھی کچھ کلمات کہہ دیئے تھے، ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، جو کہ مسکین وغریب تھے، اور ان پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خرچ کیا کرتے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ قسم اٹھالی تھی کہ:

وَاللّٰهِ لَا أُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا، بَعْدَ الَّذِىْ قَالَ لِعَائِشَةَ .فَأَنْزَلَ اللّٰهُ:(وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ، أَنْ يُّؤْتُوْا أُولِى الْقُرْبٰى) الآيَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَلٰى وَاللّٰهِ إِنِّىْ لَأُحِبُّ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِىْ، فَرَجَعَ إِلٰى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِىْ كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ، وَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا أَنْزِعُهَا عَنْهُ أَبَدًا (بخاری) [1]

ترجمہ: اللہ کی قسم! میں آئندہ کبھی بھی مسطح پر کچھ خرچ نہ کروں گا، کیونکہ انہوں نے عائشہ کے بارے میں نازیبا الفاظ کہے ہیں، اس پر اللہ نے سورہ نور کی یہ آیت نازل فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) ”اور نہ قسم کھا بیٹھیں تم میں سے جو لوگ فضل اور کشائش والے ہیں، اس بات کی کہ وہ نہیں دیں گے رشتہ داروں کو اور مسکینوں کو، اور ہجرت کرنے والوں کی اللہ کے راستہ میں، اور چاہئے کہ معاف کردیا کریں اور درگزر کردیا کریں، کیا پسند نہیں کرتے تم لوگ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾وقال علی بن طلحة عن ابن عباس فی قوله ولا تجعلوا الله عرضة لأيمانكم قال: لا تجعلن عرضة ليمينک أن لا تصنع الخير، ولكن كفر عن يمينک واصنع الخير، وكذا قال مسروق والشعبی وإبراهيم النخعی ومجاهد وطاوس وسعيد بن جبير وعطاء وعكرمة ومكحول والزهری والحسن وقتادة ومقاتل بن حيان والربيع بن أنس والضحاک وعطاء الخراسانی والسدی رحمهم الله .ويؤيد ما قاله هؤلاء الجمهور ما ثبت فی الصحيحين عن أبی موسى الأشعری رضی الله عنه، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إنی والله إن شاء الله، لا أحلف على يمين فأرى غيرها خيرا منها إلا أتيت الذی هو خير وتحللتها(تفسير ابنِ كثير، ج ۱ ص ۱ ۴۵ ۱، سورة البقرة)

[1] رقم الحديث ۶۶۷۹، كتاب الأيمان و النذور، باب اليمين فيما لا يملک، وفی المعصية وفی الغضب.

کہ مغفرت کردے اللہ تمہاری، اور اللہ غفور ہے، رحیم ہے‘‘ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک اللہ کی قسم! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اللہ میری مغفرت فرمادے۔

اس کے بعد انہوں نے حضرت مسطح پر اسی طرح خرچ کرنا شروع کردیا، جس طرح پہلے خرچ کرتے تھے، اور کہا کہ اللہ کی قسم! میں ان پر خرچ کرنے کو کبھی نہیں روکوں گا (بخاری)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ قرآن مجید میں جو رشتہ دار سے معافی اور درگزر پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی کا وعدہ ہے، تو میں اسی کو پسند کرتا ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے اپنی قسم کو توڑا، اور اس کا کفارہ ادا کیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ، فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، فَأْتِ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ، وَكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ (بخاری) [1]

ترجمہ: اور جب آپ کسی چیز پر قسم اٹھالیں، پھر آپ اس کے علاوہ میں خیر دیکھیں، تو آپ اس خیر والے کام کو کرلیں اور اپنی قسم کا کفارہ دے دیں (بخاری)

حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا حَلَفَ أَحَدُكُمْ عَلَى الْيَمِيْنِ، فَرَأٰى خَيْرًا مِنْهَا، فَلْيُكَفِّرْهَا، وَلْيَأْتِ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ (مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کسی چیز پر قسم اٹھالے، پھر اس کے علاوہ میں خیر دیکھے، تو اس قسم کا کفارہ دیدے، اور جو خیر والی چیز ہے، اس کو اختیار کرلے (مسلم)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللّٰهِ، لَأَنْ يَلِجَّ أَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهٖ فِىْ أَهْلِهٖ،

---

[1] رقم الحديث ٦٧٢٢، كتاب كفارات الأيمان، باب الكفارة قبل الحنث وبعده.

[2] رقم الحديث ١٦٥١ "١٧" كتاب الأيمان، باب ندب من حلف يمينا فرأى غيرها خيرا منها، أن يأتى الذى هو خير، ويكفر عن يمينه.

آثَمُ لَــهُ عِــنْـدَ الـلّٰهِ مِنْ أَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَـهُ الَّتِيْ افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ (بخاری، رقم الحدیث ٦٦٢٥ ،مسلم، رقم الحدیث ١٦٥٥ "٢٦")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھر والوں کے معاملہ میں تمہارا اپنی قسموں پر مصر رہنا زیادہ گناہ کی بات ہے بہ نسبت اس کے کفارہ ادا کردو جو اللہ نے تم پر فرض کیا ہے (بخاری)

گھر والوں یعنی بیوی، بچوں سے مثلاً جدا رہنے، حق تلفی کرنے وغیرہ کی قسم کھا کر اس پر قائم رہنا یہ زیادہ برا ہے، اور اس کے مقابلہ میں ایسی کھائی ہوئی قسم توڑ کر اس کا کفارہ دے دینا اتنا برا نہیں۔

حضرت مالک بن نضر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ ابْنَ عَمٍّ لِيْ أَتَيْتُهُ أَسْأَلُهُ فَلَا يُعْطِيْنِيْ وَلَا يَصِلُنِيْ، ثُمَّ يَحْتَاجُ إِلَيَّ فَيَأْتِيْنِيْ فَيَسْأَلُنِيْ، وَقَدْ حَلَفْتُ أَنْ لَا أُعْطِيَهُ وَلَا أَصِلَهُ، فَأَمَرَنِيْ أَنْ آتِيَ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ، وَأُكَفِّرَ عَنْ يَّمِيْنِيْ (سنن النسائی،رقم الحدیث ٣٧٨٨)

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے کہ میں اپنے چچازاد بھائی کے پاس اپنی کسی ضرورت کا سوال کرنے کے لئے جاتا ہوں، اور وہ میری مدد نہیں کرتا، اور نہ میرے ساتھ صلہ رحمی (یعنی رشتہ داری کے حقوق پورے) کرتا ہے، پھر اس کو میری طرف کوئی ضرورت پیش آجاتی ہے، اور وہ میرے پاس آ کر اس ضرورت کا سوال کرتا ہے، اور میں یہ قسم کھا چکا ہوں کہ اس کو نہیں دوں گا (یعنی اس کی مدد نہیں کروں گا) اور نہ اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں گا (تو میرے لئے کیا حکم ہے؟) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اس کام کو کروں، جو خیر والا ہے (یعنی اس کی مدد اور صلہ رحمی کروں) اور اپنی قسم کا کفارہ دوں (نسائی)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر نیک کام نہ کرنے کی قسم اٹھالی ہو، تو اس قسم کو توڑنا اور اس کا کفارہ دینا چاہئے۔

حضرت یسار بن نمیر سے روایت ہے کہ:

قَالَ لِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِنِّيْ أَحْلِفُ أَنْ لَّا أُعْطِيَ رِجَالًا، ثُمَّ يَبْدُوْ لِيَ، فَأُعْطِيْهِمْ، فَإِذَا رَأَيْتَنِيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ، فَأَطْعِمْ عَنِّيْ عَشَرَةَ مَسَاكِيْنَ، كُلَّ مِسْكِيْنٍ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث ١٦٠٧٥ ،مصنف ابن ابی شیبۃ ، رقم الحدیث ١٢٣٢٣)

﴿بقیہ صفحہ 4 پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ہندوستان، پاکستان کے اکابر کی تائیدات وتصدیقات
کے ساتھ اضافہ واصلاح شدہ ایڈیشن

بسلسلہ:اصلاحِ افکار

مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار

اور

تنظیمِ فکرِ ولیُ اللّٰہی کے نظریات

کا تحقیقی جائزہ

فلسفہ وفکرِ ولیُ اللّٰہی اور مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے متعلق اہلِ علم واہلِ افتاء کی آرا
تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی طرف نسبت کی حقیقت۔
مولانا عبیداللہ سندھی کی طرف منسوب غیر معتدل وشاذ افکار پر کلام
مولانا سندھی اور تنظیمِ فکرِ ولی اللّٰہی کے متعلق متعدد اکابر
اور اہلِ علم واہلِ قلم حضرات کی آراء، تحریرات وفتاویٰ

مؤلف

مفتی محمد رضوان

بسلسلہ:اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام — اضافہ واصلاح شدہ ساتواں ایڈیشن

ماہِ رمضان

کے

فضائل واحکام

اس کتاب میں قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں اسلامی سال کے نویں مہینہ ''ماہِ رمضان'' اور اس سے متعلق فضائل واحکام، منکرات وبدعات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ رمضان کے مہینہ کے فضائل واحکام، چاند کے فضائل واحکام، روزہ کے فضائل واحکام، سحری کے فضائل واحکام، افطاری کے فضائل واحکام، لیلۃُ القدر کے فضائل واحکام اور ان سے متعلق رائج منکرات واصلاحات کو مدلل ومفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے، ساتھ ہی تراویح اور مسنون اعتکاف کی فضیلت واہمیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

مصنّف

مفتی محمد رضوان

(بسلسلہ: نماز کے فضائل واحکام)

نمازِ تراویح

کے فضائل واحکام

رمضانُ المبارک کے ایک اہم عمل نمازِ تراویح کے تفصیلی فضائل واحکام
نمازِ تراویح اور اُس میں قرآن مجید کی تلاوت وسماعت کی فضیلت واہمیت
نمازِ تراویح کی مسنون تعداد کے ثبوت پر تفصیلی دلائل اور شبہات کا ازالہ
نمازِ تراویح کی جماعت، امامت واقتداء کے احکام
تراویح کی نماز میں سجدۂ تلاوت اور رکعت میں غلطی واقع ہوجانے کے احکام
نمازِ وتر اور اس کی جماعت کے احکام
تراویح کی نماز سے متعلق اہم مسائل پر تحقیقی کلام

مصنّف

مفتی محمد رضوان

نفل، سنت اور واجب

اعتکاف

کے فضائل واحکام

نفل ومستحب، مسنون اور واجب اعتکاف کے تفصیلی فضائل واحکام
نفل ومستحب اعتکاف کی فضیلت اور اُس کے اوقات واحکام
مسنون اعتکاف کی فضیلت اور اُس کے اوقات واحکام
واجب اعتکاف کی حقیقت اور اُس کے اوقات واحکام
اور متعلّقہ تحقیقی مسائل پر مفصّل ومدلّل کلام

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث — مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

خوارج اورقرآن حلق سے نیچے نہ اترنے والوں کی قرائت

(چوتھی وآخری قسط)

مذکورہ احادیث وروایات میں جومضامین بیان کئے گئے ہیں، آگے فرداً فرداً اُن کی بطورخلاصہ اجمالی تشریح ذکرکی جاتی ہے۔

(1)......احادیث میں جو یہ فرمایا گیا کہ اس امت میں ایسے لوگ پیداہوں گے کہ جوقرآن کو پڑھیں گے،مگرقرآن ان کے حلق اور گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان نہ ہونے کی وجہ سے ان کی قرائت کااثران کے دِلوں اوراعمال میں نہیں ہوگا، بلکہ صرف حلق اور گلے تک الفاظ کی ادائیگی کی شکل میں ظاہرہوگا، کیونکہ ان کا دل سے قرآن مجید پرعقیدہ وایمان نہ ہوگا۔

یا یہ مطلب ہے کہ ایمان واخلاص نہ ہونے کی وجہ سے ان کی قرائت کواللہ قبول نہیں فرمائے گا۔

یا یہ مطلب ہے کہ ان کوقرائت پرثواب حاصل نہیں ہوگا،سوائے زبان اورحلق سے الفاظ اداکرنے کے، یا یہ مطلب ہے کہ ان کی قرائت میں لذت اورآواز میں خوبصورتی ہوگی،اوراس سے زیادہ کچھ نہ ہوگا۔

جس کی مزیدوضاحت ایک روایت میں یہ آئی ہے کہ قرآن کی اصل خاصیت یہ ہے کہ جب وہ دل میں داخل ہوتا ہے،اور پھراس میں راسخ ہوجاتا ہے،تو نفع پہنچاتا ہے،مگر یہ لوگ اس نعمت سے محروم ہوں گے۔ [1]

---

[1] (يقرؤون القرآن لا يجاوز حناجرهم) قال القاضي فيه تأويلان أحدهما معناه لا تفقهه قلوبهم ولا ينتفعون بما تلوا منه ولا لهم حظ سوى تلاوة الفم والحنجرة والحلق إذ بهما تقطيع الحروف والثانى معناه لا يصعد لهم عمل ولا تلاوة ولا يتقبل قوله صلى الله عليه وسلم(شرح النووى علىٰ مسلم، ج۷ص ۱۵۹، كتاب الزكاة، باب اعطاء المؤلفة ومن يخاف على ايمانه ان لم يعط)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پرملاحظہ فرمائیں﴾

(2)......بعض روایات میں یہ بھی فرمایا گیا کہ وہ لوگ قرآن مجید کی طرف دعوت دیں گے، لیکن ان کا قرآن سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ يقرؤون القرآن ولا يجاوز تراقيهم بمثناة وقاف جمع ترقوة بفتح أوله وسكون الراء وضم القاف وفتح الواو وهى العظم الذى بين نقرة النحر والعاتق والمعنى أن قراء تهم لا يرفعها الله ولا يقبلها وقيل لا يعملون بالقرآن فلا يثابون على قراء ته فلا يحصل لهم إلا سرده وقال النووى المراد أنهم ليس لهم فيه حظ إلا مروره على لسانهم لا يصل إلى حلوقهم فضلا عن أن يصل إلى قلوبهم لأن المطلوب تعقله وتدبره بوقوعه فى القلب قلت وهو مثل قوله فيهم أيضا لا يجاوز إيمانهم حناجرهم أى ينطقون بالشهادتين ولا يعرفونها بقلوبهم ووقع فى رواية لمسلم يقرؤون القرآن رطبا قيل المراد الحذق فى التلاوة أى يأتون به على أحسن أحواله وقيل المراد أنهم يواظبون على تلاوته فلا تزال ألسنتهم رطبة به وقيل هو كناية عن حسن الصوت به حكاها القرطبى ويرجح الأول ما وقع فى رواية أبى الوداک عن أبى سعيد عند مسدد يقرؤون القرآن كأحسن ما يقرؤه الناس ويؤيد الآخر قوله فى رواية مسلم عن أبى بكرة عن أبيه قوم أشداء أحداء ذلقة ألسنتهم بالقرآن أخرجه الطبرى وزاد فى رواية عبد الرحمن بن أبى نعم عن أبى سعيد يقتلون أهل الإسلام ويدعون أهل الأوثان يمرقون وأرجحها الثالث(فتح البارى لابنِ حجر، ج١٢ ص٢٩٣،٢٩٤، كتاب الديات،قوله باب من ترک قتال الخوارج للتألف وان لاينفر الناس عنه)

(وعن أبى سعيد الخدرى وأنس بن مالك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :سيكون فى أمتى اختلاف وفرقة) بضم الفاء أى أهل اختلاف وافتراق وقوله (قوم يحسنون القيل) أى القول يقال قلت قولا وقالا وقيلا قال تعالى (ومن أصدق من الله قيلا)(ويسيئون الفعل) بدل منه وموضح له وقوله (يقرء ون القرآن) استئناف بيان أو بدل على مذهب الشاطبى ومن يجوزه أو المراد به نفس الاختلاف أى سيحدث فيهم اختلاف وتفرق فيفترقون فرقتين فرقة حق وفرقة باطل قال الطيبى :ويؤيد هذا التأويل قوله صلى الله عليه وسلم فى الفصل الأول :تكون أمتى فرقتين فيخرج من بينهما مارقة يلى قتلهم أولاهم بالحق، فقوم مبتدأ موصوف بما بعده والخبر قوله :يقرء ون القرآن وهو بيان لإحدى الفرقتين وتركت الثانية للظهور اهـ، وأما ما وقع فى بعض النسخ ويقرء ون بواو العطف فهو خطأ (لا يجاوز) أى قرآنهم أو قراء تهم (تراقيهم) بفتح أوله وكسر القاف ونصب الياء على المفعولية فى النهاية وهى جمع الترقوة وهى العظم الذى بين نقرة النحر والعاتق وهما ترقوتان من الجانبين ووزنها فعلوة بالفتح اهـ كلامه .وفى المغرب يقال لها بالفارسية جنبر كردن قال الطيبى :وفيه وجوه أحدها أنه لا يتجاوز أثر قراء تهم عن مخارج الحروف والأصوات ولا يتعدى إلى القلوب والجوارح -فلا يعتقدون وفق ما يقتضى اعتقادا ولا يعملون بما يوجب عملا، وثانيها أن قراء تهم لا يرفعها الله ولا يقبلها فكأنها لم تتجاوز حلوقهم، وثالثها لأنهم لا يعملون بالقرآن فلا يثابون على قراء تهم ولا يحصل لهم غير القراء ة (يمرقون) بضم الراء أى يخرجون (من الدين) أى من طاعة الإمام (مروق السهم) بالنصب أى كمروقه (من الرمية) قال الطيبى :مروق السهم مصدر أى مثل مروق السهم، ضرب مثلهم فى دخولهم فى الدين وخروجهم منه بالسهم الذى لا يكاد يلاقيه شىء من الدم لسرعة نفوذه تنبيها على أنهم لا يتمسكون من الدين بشىء ولا يلوون عليه وقد أشار إلى هذا المعنى فى غير هذه الرواية بقوله سبق الفرث والدم (لا يرجعون) أى إلى الدين لإصرارهم على(مرقاة المفاتيح، ج٦،ص٢٣١٥، كتاب الديات،باب قتل أهل الردة والسعاية بالفساد)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی قرآن مجید کی طرف دعوت دینا صرف اوپر اوپر سے اور ظاہری انداز میں ہوگا، اور درحقیقت وہ قرآن کے خلاف دعوت دینے والے ہوں گے۔ ۱؎

(3)......بعض روایات میں یہ بھی فرمایا گیا کہ وہ لوگ بظاہر دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں نیکی اور خیر والی بات کہیں گے، جو قرآن یا سنت کی بات معلوم ہوگی، مگر وہ بات درحقیقت قرآن وسنت کے خلاف ہوگی۔

نیز وہ زبان سے اللہ کے کلام اور قرآن کو پڑھیں گے، جو کہ سب سے اچھا کلام ہے، لیکن حقیقت میں وہ قرائت ان کے دل سے نہیں ہوگی۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(يقرء ون القرآن) : استئناف بيان أى :يداومون على تلاوته، ويبالغون فى تجويده، وترتيله، ومراعاة مخارج حروفه وصفاته (لا يجاوز تراقيهم) ، أى :حال كونهم لا يتجاوز مقروء هم عن حلوقهم، وهو كناية عن عدم صعود عملهم، ونفى قبول قراء تهم .قال شارح :والتراقى جمع ترقوة، وهى العظام بين نقرة الحلق والعاتق، يريد أنه لا يتخلص عن ألسنتهم وآذانهم إلى قلوبهم وأفهامهم .وقال القاضى أى :لا تتجاوز قراء تهم عن ألسنتهم إلى قلوبهم، فلا تؤثر فيها، أو لا تتصاعد من مخرج الحروف وحيز الصوت إلى محل القبول والإنابة (مرقاة المفاتيح، ج ۹،ص ۳۷۹۷، كتاب الفضائل،باب فى المعجزات)

۱؎ (يدعون) أى الناس (إلى كتاب الله) أى إلى ظاهره (ويتركون سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم) وأحاديثه المبينة بقوله تعالى (لتبين للناس ما نزل إليهم)وبقوله عز وجل (وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا واتقوا الله)أى فى مخالفة كتابه ورسوله وقد قال على كرم الله وجهه لابن عباس جادلهم بالحديث .وفى المثل صاحب البيت أدرى بما فيه ولذا قال (وليسوا منا فى شىء) أى فى شىء معتد من طريقتنا وهدينا الجامع بين الكتاب والسنة قال الأشرف :هذا القول بعد قوله يدعون إلى كتاب الله إرشاد إلى شدة العلاقة بين النبى صلى الله عليه وسلم وبين كتاب الله وإلا فمقتضى التركيب وليسوا من كتاب الله فى شىء قال الطيبى :لو قيل وليسوا من كتاب الله فى شىء لأوهم أن يكونوا جهالا ليس لهم نصيب من كتاب الله قط كأكثر العوام وقوله ليسوا منا فى شىء يدل على أنهم ليسوا من عداد المسلمين ولا لهم نصيب من الإسلام وهو ينظر إلى معنى قوله يمرقون من الدين مروق السهم من الرمية(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج ۶،ص ۲۳۱۶، كتاب الديات،باب قتل أهل الردة والسعاية بالفساد)

۲؎ قوله :(يقولون من قول خير البرية) أى :من السنة، وهو قول محمد صلى الله عليه وسلم خير الخليقة، قال الكرمانى :ويروى :من خير قول البرية، أى :من القرآن، ويحتمل أن تكون الإضافة من باب ما يكون المضاف داخلا فى المضاف إليه، وحينئذ يراد به السنة لا القرآن، هو كما قال الخوارج :لا حكم إلا لله، فى قضية التحكيم، وكانت كلمة حق ولكن أرادوا بها باطلا(عمدة القارى شرح صحيح البخارى، ج ۱۶،ص ۱۴۴، كتاب المناقب،باب علامات النبوة فى الإسلام)

(يقولون من خير قول البرية) بالهمزة وبالتشديد وهو أكثر بمعنى الخليقة أى ينقلون من خير ما يتكلم به

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

چنانچہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے سُبْحَانَ اللہِ ،اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اوراَللہُ اَکْبَرُ وغیرہ اذکار کواجتماعی شکل اورایک آواز میں پڑھنے والوں کو بدعت ایجاد کرنے والاقرار دیا۔

اورفرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کیا تھا کہ کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے، لیکن وہ ان کے حلق سے آگے نہیں جائے گا، حضرت عمرو بن سلمہ (اس روایت کے راوی) فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ ان حلقوں کی اکثریت خوارج کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف جنگِ نہروان میں لڑ رہی تھی۔

(4)...... احادیث میں یہ بھی فرمایا گیا کہ ان کے مقابلے میں تم اپنے نماز، روزے اور دیگر اعمال کو کمتر وحقیر سمجھو گے، یعنی وہ لوگ نماز، روزہ اور چند دیگر اعمال کو بظاہر بہت اچھے طریقہ پر کریں گے، جن کے مقابلہ میں مومنوں کو اپنی نماز، روزہ اور دیگر اعمال کی حیثیت کمتر اور ادنیٰ معلوم ہوگی۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الخلائق ويدعون التخلص من العلائق والعوائق واعلم أن متن المشكاة :من خير قول البرية .بتقدم الخير على القول، وفى المصابيح :من قول خير البرية .قال الأشرف :المراد بخير البرية النبى صلى الله عليه وسلم .وقال المظهر :أراد بخير قول البرية القرآن .قال الطيبى :وهذا الوجه أولى ;لأن يقولون بمعنى يحدثون أو يأخذون أى يأخذون من خير ما تتكلم به البرية، وينصره ما روى فى شرح السنة :وكان ابن عمر يروى :الخوارج شرار خلق الله .وقال :إنهم انطلقوا إلى آيات نزلت فى الكفار فجعلوها على المؤمنين .وما ورد فى حديث أبى سعيد :يدعون إلى كتاب الله وليسوا منا فى شىء (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج٦،ص ٢٣١١،كتاب الديات،باب قتل أهل الردة والسعاية بالفساد)

[1] قوله تحقرون بفتح أوله أى تستقلون قوله صلاتكم مع صلاتهم زاد فى رواية الزهرى عن أبى سلمة كما فى الباب بعده وصيامكم مع صيامهم وفى رواية عاصم بن شميخ عن أبى سعيد تحقرون أعمالكم مع أعمالهم ووصف عاصم أصحاب نجدة الحرورى بأنهم يصومون النهار ويقومون الليل ويأخذون الصدقات على السنة أخرجه الطبرى ومثله عنده من رواية يحيى بن أبى كثير عن أبى سلمة وفى رواية محمد بن عمرو عن أبى سلمة عنده يتعبدون يحقر أحدكم صلاته وصيامه مع صلاتهم وصيامهم ومثله من رواية أنس عن أبى سعيد وزاد فى رواية الأسود بن العلاء عن أبى سلمة وأعمالكم مع أعمالهم وفى رواية سلمة بن كهيل عن زيد بن وهب عن على ليست قراء تكم إلى قراء تهم شيئا ولا صلاتكم إلى صلاتهم شيئا أخرجه مسلم والطبرى وعنده من طريق سليمان التيمى عن أنس ذكر لى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن فيكم قوما يدأبون ويعملون حتى يعجبوا الناس وتعجبهم أنفسهم ومن طريق حفص بن أخى أنس عن عمه بلفظ يتعمقون فى الدين وفى حديث بن عباس عند الطبرانى فى قصة مناظرته للخوارج قال فأتيتهم فدخلت على قوم لم أر أشد اجتهادا منهم أيديهم كأنها ثفن الإبل ووجوههم معلمة من آثار السجود وأخرج بن أبى شيبة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(5)......بعض روایات میں یہ بھی فرمایا گیا کہ یہ اس وقت نکلیں گے جب لوگوں میں اختلاف اور پھوٹ ہوگی۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ جب مسلمانوں میں اختلاف و انتشار ہوگا، اور پھوٹ پڑی ہوگی، جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی ہوا، اور آج بھی اختلاف عروج پر ہے، ایسے حالات میں وہ لوگ ظاہر ہوں گے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾عن بن عباس أنه ذكر عنده الخوارج واجتهادهم فى العبادة فقال ليسوا أشد اجتهادا من الرهبان(فتح البارى لابنِ حجر، ج١٢ ص ٢٨٩، قوله باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم)

(فإن له أصحابا يحقر أحدكم) بكسر القاف يستقل (صلاته مع صلاتهم وصيامه مع صيامهم .(وعند الطبرى من رواية عاصم بن شميخ عن أبى سعيد :تحقرون أعمالكم مع أعمالهم .ووصف عاصم أصحاب نجدة الحرورى بأنهم يصومون النهار ويقومون الليل .وفى حديث ابن عباس عند الطبرانى فى قصة مناظرته للخوارج قال :فأتيتهم فدخلت على قوم لم أر أشد اجتهادا منهم، والفاء فى قوله فإن له أصحابا ليست للتعليل بل لتعقيب الأخبار أى قال :دعه ثم عقب مقالته بقصتهم (ارشاد السارى لشرح صحيح البخارى للقسطلانى، ج٦،ص٥٨، كتاب المناقب، باب علامات النبوة فى الإسلام)

(يخرج فيكم قوم تحقرون صلاتكم) بكسر القاف (مع صلاتهم وصيامكم مع صيامهم وعملكم مع عملهم) من عطف العام على الخاص (ويقرؤون القرآن لا يجاوز حناجرهم) أى لا تفقهه قلوبهم ولا ينتفعون بما تلوه منه أو لا تصعد تلاوتهم فى جملة الكلم الطيب إلى الله تعالى(ارشاد السارى لشرح صحيح البخارى للقسطلانى، ج٧، ص ٤٨٦، كتاب فضائل القرآن، باب من رايا بقراء ة القرآن أو تأكل به أو فخر به)

[1] قوله :(يخرجون على خير فرقة) أى :أفضل طائفة، وهذه رواية الكشميهنى، وفى رواية غيره : يخرجون على حين فرقة، بالحاء المهملة والنون أى :على زمان افتراق الأمة(عمدة القارى للعينى، ج٢٢ص١٩٣، كتاب الادب، باب ما جاء فى قول الرجل :ويلك)

(ويخرجون) : عطف على يمرقون (على خير فرقة) . أى فى زمانهم (من الناس) : يريد عليا وأصحابه رضى الله عنهم .وفى رواية :على حين فرقة بضم الفاء فعلى بمعنى (فى) أى :يظهرون فى حين تشتت أمر الناس واضطراب أحوالهم وظهور المحاربة فيما بينهم(مرقاة المفاتيح، ج٩ص٣٧٩٧، كتاب الفضائل، باب فى المعجزات)

(يخرجون على حين فرقة من الناس) بكسر الحاء المهملة وبعد التحتية الساكنة نون وبضم فاء فرقة أى زمان افتراق الناس ولأبى ذر عن المستملى على خير فرقة بالخاء المعجمة وبعد التحتية راء وفرقة بكسر الفاء .قال فى فتح البارى :والأول المعتمد وهو الذى فى مسلم وغيره وإن كان الآخر صحيحا أى أفضل طائفة(ارشاد السارى لشرح صحيح البخارى للقسطلانى، ج١٠ ص٨٨، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم،باب من ترك قتال الخوارج للتألف وأن لا ينفر الناس عنه)

(يخرجون على حين فرقة من الناس) ضبطوه فى الصحيح بوجهين أحدهما حين فرقه بحاء مهملة مكسورة ونون وفرقة بضم الفاء أى فى وقت افتراق الناس أى افتراق يقع بين المسلمين وهو الافتراق الذى كان بين على ومعاوية رضى الله عنهما والثانى خير فرقة بخاء معجمة مفتوحة وراء وفرقة بكسر الفاء أى أفضل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(6)......بعض روایات میں یہ بھی فرمایا گیا کہ یہ لوگ مشرق کی طرف سے نکلیں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات مدینہ منورہ میں بیان فرمائی، اور مدینہ منورہ سے مشرق کی طرف نجد کا علاقہ اور اس کے بعد کے علاقے ہیں، مثلاً عراق وغیرہ۔

یہ لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہی نکل آئے تھے، جنہوں نے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کافر قرار دیا، اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے، اور ان پر بھی نعوذ باللہ کفر کا حکم لگا دیا۔ [1]

(7)......کئی احادیث میں ان لوگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا گیا کہ ان کی نشانی بال منڈانا ہوگا۔

یعنی وہ یا ان میں سے بعض لوگ سر پر بال نہ رکھیں گے، بلکہ سر کے بال منڈا کر رکھیں گے، یہ مطلب نہیں کہ جو بھی بال منڈائے، وہ ان ہی میں سے ہوگا، البتہ ان لوگوں کی دوسری علامتوں کی طرح ایک علامت بال منڈانا بھی ہوگی۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الفرقتين والأول أشهر وأكثر ويؤيده الرواية التى بعد هذه يخرجون فى فرقة من الناس فإنه بضم الفاء بلا خلاف ومعناه ظاهر وقال القاضى على رواية الخاء المعجمة المراد وخير القرون وهم الصدر الأول قال أو يكون المراد عليا وأصحابه فعليه كان خروجهم حقيقة لأنه كان الإمام حينئذ وفيه حجة لأهل السنة أن عليا كان مصيبا فى قتاله والآخرون بغاة لاسيما مع قوله صلى الله عليه وسلم يقتلهم أولى الطائفتين بالحق وعلى وأصحابه الذين قتلوهم (شرح النووى على مسلم، ج۷ص۱۶۶، كتاب الزكاة،باب اعطاء المؤلفة ومن يخاف على ايمانه ان لم يعط)

[1] (يخرج ناس من قبل المشرق) أى من جهة مشرق المدينة كنجد وما بعده وهم الخوارج ومن معتقدهم تكفير عثمان -رضى الله عنه -وأنه قتل بحق ولم يزالوا مع على حتى وقع التحكيم بصفين فأنكروا التحكيم وخرجوا على على وكفروه (ارشاد السارى لشرح صحيح البخارى للقسطلانى، ج۱۰ ص۴۷۹، كتاب التوحيد،باب قراء ة الفاجر والمنافق وأصواتهم وتلاوتهم لا تجاوز حناجرهم)

قوله يخرج ناس من قبل المشرق تقدم فى كتاب الفتن أنهم الخوارج وبيان مبدأ أمرهم وما ورد فيهم وكان ابتداء خروجهم فى العراق وهى من جهة المشرق بالنسبة إلى مكة المشرفة(فتح البارى لابنِ حجر، ج۱۳ ص۵۳۶، كتاب التوحيد،قوله باب قراء ة الفاجر والمنافق وأصواتهم وتلاوتهم لا تجاوز حناجرهم)

[2] قوله محلوق سيأتى فى أواخر التوحيد من وجه آخر أن الخوارج سيماهم التحليق وكان السلف يوفرون شعورهم لا يحلقونها وكانت طريقة الخوارج حلق جميع رؤوسهم(فتح البارى لابنِ حجر، ج۸ص۶۸،۶۹، قوله باب بعث على بن أبى طالب وخالد بن الوليد إلى اليمن قبل حجة الوداع)

قوله قيل ما سيماهم بكسر المهملة وسكون التحتانية أى علامتهم والسائل عن ذلك لم أقف على تعيينه قوله التحليق أو قال التسبيد شك من الراوى وهو بالمهملة والموحدة بمعنى التحليق وقيل أبلغ منه وهو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جہاں تک فی نفسہٖ مرد کو سر کے بال منڈانے کے حکم کا تعلق ہے، تو اس طرح کی احادیث سے اس کا عدمِ جواز ثابت نہیں ہوتا۔ ؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ بمعنى الاستئصال وقيل إن نبت بعد أيام وقيل هو ترك دهن الشعر وغسله قال الكرماني فيه إشكال وهو أنه يلزم من وجود العلامة وجود ذى العلامة فيستلزم أن كل من كان محلوق الرأس فهو من الخوارج والأمر بخلاف ذلك اتفاقا ثم أجاب بأن السلف كانوا لا يحلقون رؤوسهم إلا للنسك أو فى الحاجة والخوارج اتخذوه ديدنا فصار شعارا لهم وعرفوا به قال ويحتمل أن يراد به حلق الرأس واللحية وجميع شعورهم وأن يراد به الإفراط فى القتل والمبالغة فى المخالفة فى أمر الديانة قلت الأول باطل لأنه لم يقع من الخوارج والثانى محتمل لكن طرق الحديث المتكاثرة كالصريحة فى إرادة حلق الرأس والثالث كالثانى والله أعلم (فتح البارى لابنِ حجر، ج۱۳ ص۵۳۷،قوله باب قراء ة الفاجر والمنافق وتلاوتهم لا تجاوز حناجرهم)

قال فى الخوارج :سيماهم التسبيد، وهو حلق الشارب من أصله .قلت :قال ابن الأثير :معناه الحلق واستئصال الشعر، ولم يقيد بالشارب وهو أعم منه ومن غيره، وقال أيضا :قيل :التسبيد هو ترك التدهن وغسل الرأس .قلت :يدل على صحته حديث آخر وهو قوله :سيماهم التحليق، والتسبيد بعطف التسبيد على التحليق وهو غيره، ومادة التسبيد السين والدال المهملتان بينهما الباء الموحدة(عمدة القارى للعينى، ج۲۲ ص۴۴،باب قص الشارب)

قوله :ما سيماهم؟ بكسر المهملة مقصورا وممدودا :العلامة .قوله :التحليق هو إزالة الشعر .قوله :أو التسبيد بالمهملة والباء الموحدة وهو استيصال الشعر .فإن قلت :يلزم من وجود العلامة وجود ذى العلامة، فكل محلوق الرأس منهم لكنه خلاف الإجماع .قلت :كان فى عهد الصحابة لا يحلقون رؤوسهم إلا فى النسك أو الحاجة، وأما هؤلاء فقد جعلوا الحلق شعارهم، ويحتمل أن يراد به حلق الرأس واللحية وجميع شعورهم(عمدة القارى للعينى، ج۲۵ ص۲۰۱،قوله باب قراء ة الفاجر والمنافق وتلاوتهم لا تجاوز حناجرهم)

(قالوا :يا رسول الله ما سيماهم) أى علامتهم التى يتميزون بها عن غيرهم (قال :التحليق) أى علامتهم التحليق وهو استئصال الشعر والمبالغة فى الحلق كما هو مستفاد من صيغة التفعيل التى للتكرير والتكثير قال الطيبى :وإنما أتى بهذا البناء إما لتفريق متابعتهم فى الحلق أو لإكثارهم منه وفيه وجهان أحدهما استئصال الشعر من الرأس وهو لا يدل على أن الحلق مذموم فإن الشيم والحلى المحمودة قد يتزيا بها الخبيث ترويجا لخبثه وإفساده على الناس وهو كوصفهم بالصلاة والقيام، وثانيهما أن يراد به تحليق القوم وإجلاسهم حلقا حلقا(مرقاة المفاتيح، ج۶ ص۲۳۱۶، كتاب الديات،باب قتل أهل الردة والسعاية بالفساد)

؎ والمراد بالتحليق حلق الرأس ولا دلالة فيه على كراهة الحلق فإن كون الشىء علامة لهم لا ينافى الاباحةلقوله صلى الله تعالى عليه وسلم وآيتهم رجل أسود إحدى عضديه مثل ثدى المرأة ومعلوم أن هذا ليس بحرام ولا مكروه وقد جاء فى سنن أبى داود بإسناد صحيح أنه صلى الله تعالى عليه وسلم رأى صبيا قد حلق بعض رأسه فقال احلقوه كله أو اتركوه كله وهذا صريح فى إباحة حلق الرأس لا يحتمل تأويلا وقد يناقش فى الاستدلال على أصول مذهب النووى بأنه يجوز عندهم تمكين الصغير مما يحرم على البالغ كالحرير والذهب فليتأمل(حاشية السندى على سنن النسائى، ج۷ص۱۲۰، كتاب تحريم الدم)

اورفقہائے کرام کا سر کے بال منڈانے کے متعلق اختلاف ہے،بعض فقہائے کرام اس کے جائز ہونے کے قائل ہیں،البتہ بعض حضرات عام حالات میں سر کے بال منڈانے کو ناپسندو مکروہ قرار دیتے ہیں۔واللہ اعلم۔ ۱

(8)......بعض روایات میں فرمایا گیا کہ یہ لوگ نوعمر اور کم عقل ہوں گے۔

یعنی عمر اُن لوگوں کی کم ہوگی،زیادہ تر جوانوں کا طبقہ ہوگا،مگر عقل سے کورے یا کم تر ہوں گے،اسی وجہ سے یہ دوسروں کی صحیح وحق بات کو غلط قرار دیں گے،اور اپنی بات کے غلط و ناحق ہونے کے باوجود،اپنی غلطی کو تسلیم کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوں گے،اور طرح طرح کی بے تکی تاویلات کریں گے۔ ۲

---

۱ اختلف الفقهاء فى حلق الرأس:فذهب الحنفية إلى أن السنة فى شعر الرأس بالنسبة للرجل إما الفرق أو الحلق، وذكر الطحاوى أن الحلق سنة .

وذهب المالكية كما جاء فى الفواكه الدوانى إلى أن حلق شعر الرأس بدعة غير محرمة، لأنه صلى الله عليه وسلم لم يحلق رأسه إلا فى التحلل من الحج، قال القرطبى :كره مالك حلق الرأس لغير المتحلل من الإحرام، وقال الأجهورى :إن القول بجواز حلقه ولو لغير المتعمم أولى بالاتباع فهو من البدع الحسنة حيث لم يفعله لهوى نفسه وإلا كره أو حرم .

وصرح ابن العربى من المالكية بأن الشعر على الرأس زينة، وحلقه بدعة، ويجوز أن يتخذ جمة وهى ما أحاط بمنابت الشعر، ووفرة وهو ما زاد على ذلك إلى شحمة الأذنين، وأن يكون أطول من ذلك .

ويرى الشافعية أنه لا بأس بحلق جميع الرأس لمن أراد التنظيف.واختلفت الرواية عن أحمد فى حلق الرأس: فعنه أنه مكروه، لما روى عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال فى الخوارج :سيماهم التحليق فجعله علامة لهم.وروى عنه أنه لا يكره ذلك، لكن تركه أفضل، قال حنبل :كنت أنا وأبى نحلق رء وسنا فى حياة أبى عبد الله، فيرانا ونحن نحلق فلا ينهانا .

واتفق الفقهاء على أنه يكره القزع، وهو أن يحلق بعض الرأس دون بعض .وقيل :أن يحلق مواضع متفرقة منه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۸،ص۹۵،مادة " حلق")

۲ قوله :(حدثاء الأسنان) أى :الصغار، وقد يعبر عن السن بالعمر، والحدثاء جمع :حديث السن، وكذا يقال :غلمان حدثان بالضم، قوله :(سفهاء الأحلام) أى :ضعفاء العقول، والسفهاء جمع سفيه وهو خفيف العقل(عمدة القارى شرح صحيح البخارى، ج۱۶،ص۱۴۴،كتاب المناقب،باب علامات النبوة فى الإسلام)

(حداث الأسنان) بضم الحاء وتشديد الدال المهملتين جمع حديث على غير قياس وفى النهاية :حداثة السن كناية عن الشباب وأول العمر قال ابن الملك :وفى رواية :حدثاء الأسنان .جمع حديث هو نقيض القديم كما يجمع صغير على صغراء (سفهاء الأحلام) أى ضعفاء العقول والسفه فى الأصل الخفة والطيش وسفه فلان رأيه إذا كان مضطربا لا استقامة فيه، والأحلام العقول واحدها حلم بالكسر (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج۶،ص۲۳۱۱،كتاب الديات،باب قتل أهل الردة والسعاية بالفساد)

(9)......بعض روایات میں ان لوگوں کی علامت بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ ان میں ایک ایسا آدمی بھی ہوگا، جس کا بازو تو ہوگا، لیکن کہنی نہ ہوگی، اس کے ہاتھ پر عورت کی چھاتی کی گھنڈی جیسا نشان ہوگا، جس کے اردگرد سفید رنگ کے کچھ بالوں کا گچھا ہوگا۔

یہ بھی ان لوگوں کی ایک علامت ہے، جو کسی دور میں بھی پوری ہوسکتی ہے، بعض روایات کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جو خارجیوں کی جماعت نکلی، ان میں ایسا شخص موجود تھا۔ [1]

(10)......بعض روایات میں یہ بھی فرمایا گیا کہ وہ مخلوق میں بدترین لوگ ہوں گے۔

یعنی انسانوں اور جانوروں میں سب سے بدتر ہوں گے، اور بظاہر نیکی والے کام اور بات کریں گے، اور اوپر سے مومن اور متقی نظر آئیں گے۔ [2]

(11)......بعض احادیث میں یہ بھی فرمایا گیا کہ یہ فرقہ جب بھی پیدا ہوگا، تو اہلِ حق ان کا سر کچل دیں گے، جلد یا بدیر اللہ ان کو قطع فرمادے گا، اور ایسا بیس مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ ہوگا، لیکن اس کے باوجود ان میں کچھ لوگ باقی رہیں گے، یہاں تک کہ ان میں سے ہی دجال کا بھی خروج ہوگا، جس سے معلوم ہوا کہ خارجیوں کا خروج کسی نہ کسی شکل میں دجال کی آمد

---

[1] وغاية ذلك أن فيهم رجلا له عضد ليس له ذراع على رأس عضده مثل حلمة الثدى عليه شعرات بيض وعند الطبرى من وجه آخر فيهم رجل مجدع اليد كأنها ثدى حبشية وفى رواية أفلح بن عبد الله فيها شعرات كأنها سخلة سبع وفى رواية أبى بكر مولى الأنصار كثدى المرأة لها حلمة كحلمة المرأة حولها سبع هلبات وفى رواية عبيد الله بن أبى رافع عن على عند مسلم منهم أسود إحدى يديه طبى شاة أو حلمة ثدى فأما الطبى فهو بضم الطاء المهملة وسكون الموحدة وهى الثدى وعند الطبرى من طريق طارق بن زياد عن على فى يده شعرات سود والأول أقوى وقد ذكر صلى الله عليه وسلم للخوارج علامة أخرى(فتح البارى شرح صحيح البخارى، ج١٢،ص٢٩٥، كتاب الديات، قوله باب من ترك قتال الخوارج للتأليف ولئلا ينفر الناس عنه)

[2] (هم شر الخلق والخليقة) فى النهاية الخلق الناس والخليقة البهائم وقيل :هما بمعنى واحد ويريد بهما جميع الخلائق قال التوربشتى :الخليقة فى الأصل مصدر وإنما جاء باللفظين تأكيدا للمعنى الذى أراده وهو استيعاب أصناف الخلائق ويحتمل أنه أراد بالخليقة من خلق وبالخلق من سيخلق قال القاضى :هم شر الخلق لأنهم جمعوا بين الكفر والمراءاة فاستبطنوا الكفر وزعموا أنهم أعرف الناس فى الإيمان وأشد تمسكا بالقرآن فضلوا وأضلوا(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج٦،ص٢٣١٦، كتاب الديات، باب قتل أهل الردة والسعاية بالفساد)

تک ہوتا رہے گا۔ [1]

[1] قوله: كلما خرج قرن قطع الخ أى أهلك ودمر ولفظ عشرين مرة يحتمل ان يكون مقولة بن عمر فيكون سماع بن عمر هذا الكلام منه صلى الله عليه وسلم أكثر من عشرين مرة ويحتمل ان يكون من مقولة النبى صلى الله عليه وسلم فالمراد منه والله أعلم ان أهل الحق يقاتلونهم ويقطعون دابرهم أكثر من عشرين مرة فى كل قرن ومع ذلك يبقى منهم فرقة حتى يخرج فى عراضهم ومواجهتهم الدجال الحاصل ان أهل الأهواء وان قاتلهم أهل الحق فى قرن واحد أكثر من عشرين مرة لا يتركون اهواء هم (انجاح الحاجة لمحمد عبدالغنى المجددى، ج ١ ص ١٦، باب اتباع السنة)

قوله (ينشأ نشء) فى القاموس :الناشء بهمزة فى آخره الغلام والجارية جاوز حد الصغر والجمع نشوة ويحرك وفى الصحاح الأول كصحب جمع صاحب والثانى كجمع طلبة قوله (كلما خرج قرن) أى ظهرت طائفة منهم (قطع) استحق أن يقطع وكثيرا ما يقطع أيضا كالحرورية قطعهم على (فى عراضهم) فى خداعهم أى أن آخرهم يقابلهم ويناظرهم فى الأعلام وفى بعض النسخ أعراضهم وهو جمع عرض بفتح فسكون بمعنى الجيش العظيم وهو مستعار من العرض بمعنى ناحية الجبل أو بمعنى السحاب الذى يسد الأفق وهذه النسخة أظهر معنى وفى الزوائد إسناده صحيح وقد احتج البخارى بجميع رواته(حاشية السندى علىٰ سنن ابنِ ماجه ،ج ١ ص ٧٤، كتاب المقدمة، باب فى ذكر الخوارج)

قال الجامع عفا الله تعالى عنه :الذى يظهر لى أن معناه إخبار بأنهم يقطعهم الله، يدل على ذلك ما فى رواية الإمام أحمد فى "مسنده "بلفظ" :كلما طلع منهم قرن قطعه الله -عز وجل."-

(قال ابن عمر) رضى الله عنهما (سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يقول" :كلما خرج قرن قطع " -أكثر من عشرين مرة-) يعنى أنه ردده كثيرا حتى جاوز عشرين، ولفظ أحمد من طريق شهر بن حوشب، عن ابن عمر رضى الله عنهما" :فردد ذلك رسول الله -صلى الله عليه وسلم -عشرين مرة أو أكثر، وأنا أسمع" ("حتى يخرج فى عراضهم الدجال) بكسر العين المهملة، جمع عرض، بضم فسكون، وهو الناحية، هكذا يستفاد من عبارة "القاموس "، والمعنى أن الدجال يخرج فى جملة هؤلاء النشء الخارجين.

وقال السندى :أى خداعهم، أى أن آخرهم يقابلهم، ويناظرهم فى الأعمال، وفى بعض النسخ "أعراضهم" وهو جمع عرض، بفتح فسكون بمعنى الجيش العظيم، وهو مستعار من العرض بمعنى ناحية الجبل، أو بمعنى السحاب الذى يسد الأفق، وهذه النسخة أظهر معنى .انتهى .

قال الجامع عفا الله عنه :قوله" :أى خداعهم إلخ "لا يظهر لى معناه، ولا أدرى من أين له هذا المعنى، بل المعنى الذى قدمته هو الأوضح، فتأمله .والله تعالى أعلم.

وقال صاحب "إنجاح الحاجة : "ما نصه :قوله" :كلما خرج قرن قطع إلخ "أى أهلك، ودمر، ولفظ "عشرين مرة "يحتمل أن يكون مقولة ابن عمر، فيكون سماع ابن عمر هذا الكلام منه -صلى الله عليه وسلم -أكثر من عشرين مرة، ويحتمل أن يكون من مقولة النبى -صلى الله عليه وسلم -فالمراد منه -والله أعلم -أن أهل الحق يقاتلونهم، ويقطعون دابرهم أكثر من عشرين مرة فى كل قرن، ومع ذلك يبقى منهم فرقة حتى يخرج فى عراضهم ومواجهتهم الدجال، والحاصل أن أهل الأهواء وإن قاتلهم أهل الحق فى قرن واحد أكثر من عشرين مرة لا يتركون أهواء هم .انتهى.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(12)......بعض روایات میں یہ بھی فرمایا گیا کہ قیامت کے قریب ان کی جماعت میں سے دجال کا خروج ہوگا۔

جس سے پتہ چلا کہ دجال بھی ان خارجیوں کی جماعت میں سے نکلے گا، جو ان لوگوں کے بدترین مخلوق ہونے کی نشانی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ قال الجامع عفا الله عنه :قوله :ويحتمل أن يكون من مقولة النبى -صلى الله عليه وسلم -إلخ مما لا وجه له، بل الاحتمال الأول هو الصواب، فقد سبق فى رواية أحمد بيانه، حيث رواه بلفظ : "فردد ذلك رسول الله -صلى الله عليه وسلم -عشرين مرة أو أكثر، وأنا أسمع"، فهذا صريح فى كونه من كلام ابن عمر رضى الله عنهما، فلا وجه لترديد الاحتمالات، فتبصر، والله تعالى أعلم بالصواب، وإليه المرجع والمآب، وهو حسبنا ونعم الوكيل(مشارق الأنوار الوهاجة ومطالع الأسرار البهاجة فى شرح سنن الإمام ابن ماجه، لمحمد بن على بن آدم بن موسى، ج٣ص ٥١٣، ٥١٤، كتاب المقدمة، باب فى ذكر الخوارج)

[1] (ينشأ نشء يقرء ون القرآن لا يجاوز تراقيهم، كلما خرج قرن قطع) قال ابن عمر رضى الله عنه : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :(كلما خرج قرن قطع) أكثر من عشرين مرة، (حتى يخرج فى عراضهم الدجال).

يعنى :أن الخوارج يتأخرون، وأنهم يستمرون حتى وقت خروج الدجال، فيخرج فى عراضهم، يعنى :فى خداعهم.

أى :أن آخرهم يقابله ويناظره، وفى بعض النسخ :(أعراضهم) وهو جمع عرض بفتح فسكون، بمعنى : الجيش العظيم، وهو مستعار من العرض، بمعنى :ناحية الجبل.فالخوارج يستمرون حتى يخرج فى زمانهم الدجال(شرح سنن ابنِ ماجه للراجحى، ج ١١ ص ١٠، باب ذكر الخوارج)

("حتى يخرج فى عراضهم الدجال) بكسر العين المهملة، جمع عرض، بضم فسكون، وهو الناحية، هكذا يستفاد من عبارة "القاموس"، والمعنى أن الدجال يخرج فى جملة هؤلاء النشء الخارجين.

وقال السندى :أى خداعهم، أى أن آخرهم يقابلهم، ويناظرهم فى الأعمال، وفى بعض النسخ "أعراضهم" وهو جمع عرض، بفتح فسكون بمعنى الجيش العظيم، وهو مستعار من العرض بمعنى ناحية الجبل، أو بمعنى السحاب الذى يسد الأفق، وهذه النسخة أظهر معنى .انتهى .

قال الجامع عفا الله عنه :قوله" :أى خداعهم إلخ "لا يظهر لى معناه، ولا أدرى من أين له هذا المعنى، بل المعنى الذى قدمته هو الأوضح، فتأمله .والله تعالى أعلم.

وقال صاحب "إنجاح الحاجة : "ما نصه :قوله" :كلما خرج قرن قطع إلخ "أى أهلك، ودمر، ولفظ "عشرين مرة "يحتمل أن يكون مقولة ابن عمر، فيكون سماع ابن عمر هذا الكلام منه -صلى الله عليه وسلم -أكثر من عشرين مرة، ويحتمل أن يكون من مقولة النبى -صلى الله عليه وسلم -فالمراد منه -والله أعلم -أن أهل الحق يقاتلونهم، ويقطعون دابرهم أكثر من عشرين مرة فى كل قرن، ومع ذلك يبقى منهم فرقة حتى يخرج فى عراضهم ومواجهتهم الدجال، والحاصل أن أهل الأهواء وإن قاتلهم أهل الحق فى قرن واحد أكثر من عشرين مرة لا يتركون أهواء هم .انتهى.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Iqra Ghufran

(13)......احادیث میں جو یہ فرمایا گیا کہ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر اپنے شکار سے آر پار ہوکر نکل جاتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی تیر یا بندوق کی گولی شکار یا نشانہ سے آر پار ہوکر نکلتا ہے، وہ تیزی سے نکلتا ہے، اوراس پرخون یا اس چیز کا نشان نہیں ہوتا، جس سے وہ آر پار نکلا ہے، اسی طرح یہ لوگ دین سے بہت جلد نکل جائیں گے، اوران پر بھی پھر ایمان کا کوئی نشان باقی نہیں ہوگا، کیونکہ ایمان تو اعمالِ صالحہ پر مزاولت اور مداومت سے تدریج طبیعتوں میں رسوخ اور جڑ پکڑتا ہے حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی حدیث العہد بالایمان لوگوں کے عدمِ رسوخ کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم احکام کے نفاذ میں ان کی رعایت کرتے کہ یہ ہلاک نہ ہوجائیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ قال الجامع عفا الله عنه :قوله :ويحتمل أن يكون من مقولة النبى -صلى الله عليه وسلم -إلخ مما لا وجه له، بل الاحتمال الأول هو الصواب، فقد سبق فى رواية أحمد بيانه، حيث رواه بلفظ : "فردد ذلک رسول الله -صلى الله عليه وسلم -عشرين مرة أو أكثر، وأنا أسمع"، فهذا صريح فى كونه من كلام ابن عمر رضى الله عنهما، فلا وجه لترديد الاحتمالات، فتبصر، والله تعالى أعلم بالصواب، وإليه المرجع والمآب، وهو حسبنا ونعم الوكيل(مشارق الأنوار الوهاجة ومطالع الأسرار البهاجة فى شرح سنن الإمام ابن ماجه،لمحمد بن على بن آدم بن موسى، ج٣ص ١٣ ٥، ١٤ ٥، باب فى الخوارج)

[1] قوله يمرقون من الدين فى رواية سعيد بن مسروق من الإسلام وفيه رد على من أول الدين هنا بالطاعة وقال إن المراد أنهم يخرجون من طاعة الإمام كما يخرج السهم من الرمية وهذه صفة الخوارج الذين كانوا لا يطيعون الخلفاء والذى يظهر أن المراد بالدين الإسلام كما فسرته الرواية الأخرى وخرج الكلام مخرج الزجر وأنهم بفعلهم ذلک يخرجون من الإسلام الكامل وزاد سعيد بن مسروق فى روايته يقتلون أهل الإسلام ويدعون أهل الأوثان وهو مما أخبر به صلى الله عليه وسلم من المغيبات فوقع كما قال(فتح البارى لابنِ حجر، ج٨ص ٦٩، قوله باب بعث على بن أبى طالب وخالد بن الوليد إلى اليمن قبل حجة الوداع)

وقوله يمرقون من الدين إن كان المراد به الإسلام فهو حجة لمن يكفر الخوارج ويحتمل أن يكون المراد بالدين الطاعة فلا يكون فيه حجة وإليه جنح الخطابى وقوله الرمية بوزن فعيلة بمعنى مفعولة وهو الصيد المرمى شبه مروقهم من الدين بالسهم الذى يصيب الصيد فيدخل فيه ويخرج منه ومن شدة سرعة خروجه لقوة الرامى لا يعلق من جسد الصيد شىء وقوله ينظر فى نصله أى حديدة السهم ورصافه بكسر الراء ثم مهملة ثم فاء أى عصبه الذى يكون فوق مدخل النصل والرصاف جمع واحدة رصفة بحركات ونضيه بفتح النون وحكى ضمها وبكسر المعجمة بعدها تحتانية ثقيلة قد فسره فى الحديث بالقدح بكسر القاف وسكون الدال أى عود السهم قبل أن يراش وينصل وقيل هو ما بين الريش والنصل قاله الخطابى قال بن فارس سمى بذلک لأنه برى حتى عاد نضوا أى هزيلا وحكى الجوهرى عن بعض أهل اللغة أن النضى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(14)......بعض احادیث میں یہ بھی فرمایا گیا کہ یہ لوگ اہلِ اسلام کو قتل کریں گے، اور بت پرستوں، مشرکوں کو چھوڑیں گے۔

جس سے معلوم ہوا کہ خارجیوں کی ایک نشانی مشرکوں اور ہندوؤں سے گٹھ جوڑ کرنا، اور ان کو قتل نہ کرنا، اور ان کے مقابلہ میں مسلمانوں کو قتل کرنا ہے، آج کے دور میں بھی بعض ایسے جذباتی وانتہاء پسند نام نہاد مسلمان موجود ہیں، جو مسلمان عوام یا حکمرانوں کو قتل کرتے ہیں، اور غیر مسلموں سے گٹھ جوڑ رکھتے ہیں، اور ان کا خروج بھی عراق اور شام وغیرہ کی طرف سے ہوا ہے، اور کئی خطوں اور علاقوں تک ان کا اثر ورسوخ پہنچ چکا ہے۔ [1]

(15)......بعض روایات میں ان لوگوں کو قتل کرنے کی ممانعت آئی ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ مجھے لوگوں کے دلوں کو چیرنے اور ان کے پیٹ چاک کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

النصل والأول أولى والقذذ بضم القاف ومعجمتين الأولى مفتوحة جمع قذة وهى ريش السهم يقال لكل واحدة قذة ويقال هو أشبه به من القذة بالقذة لأنها تجعل على مثال واحد(فتح البارى لابنِ حجر، ج٦،ص ٦١٩، قوله باب علامات النبوة فى الإسلام)

(يمرقون من الدين) أى الإسلام وبه يتمسك من يكفر الخوارج أو المراد طاعة الإمام فلا حجة فيه لتكفيرهم (كما يمرق السهم من الرمية) شبه مروقهم من الدين بالسهم الذى يصيب الصيد فيدخل فيه ويخرج منه والحال أنه لسرعة خروجه من شدة قوة الرامى لا يعلق من جسد الصيد بشىء (ينظر) الرامى (فى النصل) الذى هو حديد السهم هل يرى فيه شيئا من أثر الصيد دما أو نحوه (فلا يرى) فيه (شيئا وينظر فى القدح) بكسر القاف السهم قبل أن يراش ويركب سهمه أو ما بين الريش والنصل هل يرى فيه أثرا (فلا يرى) فيه (شيئا وينظر فى الريش) الذى على السهم (فلا يرى) فيه (شيئا ويتمارى) بفتح التحتية والفوقية والراء أى يشك الرامى (فى الفوق) وهو مدخل الوتر منه هل فيه شىء من أثر الصيد يعنى نفذ السهم المرمى بحيث لم يتعلق به شىء ولم يظهر أثره فيه فكذلك قراء تهم لا يحصل لهم منها فائدة(ارشاد السارى لشرح صحيح البخارى للقسطلانى، ج٧، ص ٤٨٦، كتاب فضائل القرآن، باب من رايا بقراء ة القرآن أو تأكل به أو فخر به)

[1] قوله :(يقتلون أهل الإسلام) ، كذلك فعل الخوارج .قوله :(ويدعون) ، أى :يتركون أهل الأوثان وهو جمع وثن، وهو كل ما له جثة معمولة من جواهر الأرض أو من الخشب والحجارة كصورة الآدمى، يعمل وينصب فيعبد، وهذا بخلاف الصنم فإنه الصورة بلا جثة، ومنهم من لم يفرق بينهما(عمدة القارى للعينى، ج١٥ ص ٢٣١، كتاب بدء الخلق، باب قول الله عز وجل وأما عاد فأهلكوا بريح صرصر شديدة)

(يقتلون أهل الإسلام) لتكفيرهم إياهم بسبب الكبائر (ويدعون أهل الأوثان) بفتح الدال أى يتركون أهل عبادة الأصنام وغيرهم من الكفار(عون المعبود، ج١٣ ص٧٨، كتاب السنة ، باب فى قتل الخوارج)

جبکہ بعض روایات میں ان کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

جس کے جواب میں اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ قتل کرنے کا حکم اس وقت ہے، جبکہ وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں قتال کے لئے کھڑے ہوجائیں۔

لیکن جب تک وہ ایسا نہ کریں، اوران سے واضح کفر کی کوئی دلیل ظاہر نہ ہو، اوراس کے برعکس وہ مسلمانوں والے کام کرتے رہیں، اس صورت میں ان کو ظاہر پرعمل کرتے ہوئے قتل کرنا جائز نہیں۔ [1]

ملحوظ رہے کہ ہر دور کے خوارج میں مذکورہ تمام علامات کا پایا جانا ضروری نہیں، بلکہ بعض علامات کا پایا جانا بھی کافی ہے۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ اکثر فقہائے کرام خوارج کی علی الاطلاق تکفیر کے قائل نہیں، بلکہ ان کے مختلف گروہوں میں فرق کرتے ہیں اورضروریات وقطعیات دین کے پیمانے سے ان کی تاویلات واعتقادات کو جانچتے ہیں، البتہ اگر وہ مسلمانوں کے خلاف قتل وغارت گری اور خروج اختیار کریں، توان کے باغی ہونے اوران

---

[1] قوله وأظنه قال لئن أدركتهم لأقتلنهم قتل ثمود فی رواية سعيد بن مسروق لئن أدركتهم لأقتلنهم قتل عاد ولم يتردد فيه وهو الراجح وقد استشكل قوله لئن أدركتهم لأقتلنهم مع أنه نهى خالدا عن قتل أصلهم وأجيب بأنه أراد إدراک خروجهم واعتراضهم المسلمين بالسيف ولم يكن ظهر ذلک فی زمانه وأول ما ظهر فی زمان علی كما هو مشهور وقد سبقت الإشارة إلى ذلک فی علامات النبوة (فتح الباری لابنِ حجر، ج۸ص ۶۹، قوله باب بعث علی بن أبی طالب وخالد بن الوليد إلى اليمن قبل حجة الوداع)

قوله فإن له أصحابا هذا ظاهره أن ترک الأمر بقتله بسبب أن له أصحابا بالصفة المذكورة وهذا لايقتضی ترک قتله مع ما أظهره من مواجهة النبی صلى الله عليه وسلم بما واجهه فيحتمل أن يكون لمصلحة التألف كما فهمه البخاری لأنه وصفهم بالمبالغة فی العبادة مع إظهار الإسلام فلو أذن فی قتلهم لكان ذلک تنفيرا عن دخول غيرهم فی الإسلام ويؤيده رواية أفلح ولها شواهد ووقع فی رواية أفلح سيخرج أناس يقولون مثل قوله (فتح الباری لابنِ حجر، ج۱۲ ص ۲۹۳، كتاب الديات،قوله باب من ترک قتال الخوارج للتألف وان لاينفر الناس عنه)

فإن قلت :كيف منع من قتله مع أنه قال :لئن أدركتهم لأقتلنهم؟ أجاب فی شرح السنة :بأنه إنما أباح قتلهم إذا كثروا وامتنعوا بالسلاح واستعرضوا للناس، ولم تكن هذه المعانی موجودة حين منع من قتلهم، وأول ما نجم ذلک فی زمان علی -رضی الله عنه -فقاتلهم حتى قتل كثيرا منهم .انتهى (ارشاد الساری لشرح صحيح البخاری للقسطلانی، ج۶ ص ۵۸، باب علامات النبوة فی الاسلام)

پر بغاوت کے احکام لاگو ہونے اور بغاوت کے نتیجہ میں ان کو قتل کرنے کے قائل ہیں۔ [1]

آخر میں عرض ہے کہ پہلے بھی جہاد وقتال اور اسلام کے نام پر جذباتی گروہ نکلتے رہے ہیں، جو مسلمانوں کو قتل کرتے رہے ہیں، اور اب پھر کچھ عرصہ سے منظّم انداز میں خاص طور پر مسلمانوں کے ملک میں اس طرح کے جذباتی اور مسلح گروہ برسرِ پیکار ہیں، جو مسلمانوں کو انتہائی جابرانہ وظالمانہ طریقہ پر قتل کرتے ہیں، ان پر مختلف تاویلیں کر کے کفر وارتداد کا حکم لگاتے ہیں، اور نوجوان مسلمانوں کو اسلام کے نفاذ اور قرآن وسنت کے دلائل دے کر اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ وَاللّٰہُ سُبُحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

---

[1] بغاة:التعريف:يقال في اللغة :بغى على الناس بغيا :أى ظلم واعتدى، فهو باغ والجمع بغاة، وبغى : سعى بالفساد، ومنه الفئة الباغية.

والفقهاء لا يخرجون فى الجملة عن هذا المعنى إلا بوضع بعض قيود فى التعريف فقد عرفوا البغاة بأنهم : الخارجون من المسلمين عن طاعة الإمام الحق بتأويل، ولهم شوكة.

ويعتبر بمنزلة الخروج :الامتناع من أداء الحق الواجب الذى يطلبه الإمام، كالزكاة.

ويطلق على من سوى البغاة اسم (أهل العدل) وهم الثابتون على موالاة الإمام .

الألفاظ ذات الصلة :الخوارج -:يقول الجرجانى :هم الذين يأخذون العشر من غير إذن السلطان وهم فى الأصل كانوا فى صف الإمام على رضى الله عنه فى القتال، وخرجوا عليه لما قبل التحكيم .قالوا :لم تحكم وأنت على حق.ويقول ابن عابدين :إنهم يرون على بن أبى طالب رضى الله عنه على باطل بقبوله التحكيم، ويوجبون قتاله، ويستحلون دماء أهل العدل، ويسبون نساء هم وذراريهم؛ لأنهم فى نظرهم كفار .

وأكثر الفقهاء يرون أنهم بغاة، ولا يرون تكفيرهم.

وذهبت طائفة من أهل الحديث إلى أنهم كفار مرتدون .وقال ابن المنذر :لا أعلم أحدا وافق أهل الحديث على تكفيرهم، وذكر ابن عبد البر أن الإمام عليا رضى الله عنه سئل عنهم :أكفار هم؟ قال :من الكفر فروا. قيل :فمنافقون؟ قال :إن المنافقين لا يذكرون الله إلا قليلا .قيل فما هم؟ قال :هم قوم أصابتهم فتنة، فعموا وصموا، وبغوا علينا، وقاتلوا فقاتلناهم .وقال لهم :لكم علينا ثلاث :لا نمنعكم مساجد الله أن تذكروا فيها اسم الله، ولا نبدؤكم بقتال، ولا نمنعكم الفىء ما دامت أيديكم معنا.

ويقول الماوردى :إن تظاهر الخوارج باعتقادهم، وهم على اختلاط بأهل العدل، جاز للإمام أن يعزرهم(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٨،ص ١٣١ ،مادة " بغاة")

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

ملفوظات

مشورے کی سنت کا فقدان

(26جنوری2016)

فرمایا کہ قرآن وسنت میں اہم کاموں کے متعلق مشورہ کرنے کی تاکیداور ترغیب دی گئی ہے۔

مگر آج کل بہت سے لوگوں کومشورہ کا اہتمام نہیں، جس کی وجہ سے بہت سے کام غلط اوراوٹ پٹانگ ہوتے ہیں،اوران کی وجہ سے وقت، پیسہ اورصلاحیتیں بہت سی چیزیں خراب یا ضائع ہوتی ہیں۔

اس لئے ضرورت ہے کہ مشورہ کے عمل کواپنی زندگی کا حصہ بنایا جائے،اور قابلِ مشورہ کاموں میں مشورہ کرکے ہی ان کوانجام دیا جایا کرے،اس کی وجہ سے بہت سے کام مسلمانوں کے درست اور سیدھے ہوسکتے ہیں۔

پھر جولوگ مشورہ کے حکم پر کبھی عمل کرتے ہیں، ان میں بھی ایسے لوگ بہت کم ہیں کہ جومشورہ کے شرعی احکام اورآداب سے واقف ہوں، اس لئے وہ مشورہ کرنے کے باوجود مشورہ کی اصل برکات سے فائدہ نہیں اٹھا پاتے،اور مشورہ جوکہ اہم سنت تھی، وہ جہالت، ناواقفی اور لاعلمی کی وجہ سے اپنی اصل حالت پر زندہ بہت کم ہے، حالانکہ کسی بھی کام سے اس وقت تک صحیح فائدہ اٹھانا مشکل ہے، جب تک اس کام کو کرنے کے صحیح طریقہ سے واقفیت نہ ہو۔

بندہ کی جس کتاب میں استخارہ کے فضائل واحکام کا ذکر ہے،اسی میں مشورہ کے فضائل واحکام کا بھی ذکر ہے،اور یہ کتاب عوام اوراہلِ علم حضرات کے لئے قابلِ مطالعہ ہے۔

مولانا مشرف علی تھانوی صاحب کا ایک واقعہ

(27جنوری2016)

فرمایا کہ ایک طالبِ علم کا جوابی خط آیا تھا، جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ میں نے مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم دارالعلوم الاسلامیہ کامران بلاک لاہوروالوں کی کتاب میں آپ کے دادااوروالد صاحب کا تذکرہ

ملاحظہ کیا تھا، جس میں آپ کا بھی مختصر ذکر تھا، اس لئے مجھے آپ کو خط لکھنے اور آپ سے کوئی نصیحت حاصل کرنے کا تقاضا ہوا، میں نے ان کو تو جواب لکھ دیا تھا، پھر اس کے بعد میں نے مولانا مشرف علی تھانوی صاحب مدظلہم سے فون پر رابطہ کر کے اس کتاب کا معلوم کیا، تو انہوں نے از راہِ شفقت اس کتاب کا پسِ منظر بھی بیان فرمایا، اور اس کتاب کے دو نسخے بھی ارسال فرما کر ممنون فرمایا، یہ دراصل مولانا مشرف علی صاحب کے چند بیانات محفوظ کر کے تیار کی گئی ہے، جس میں انہوں نے اپنے کچھ بچپن وغیرہ کے واقعات جمع فرمائے ہیں، جن میں بڑا حصہ تھانہ بھون اور حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے سلسلہ کے واقعات پر مشتمل ہے۔ **فجزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔**

حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم دراصل میرے والد ماجد رحمہ اللہ کے بچپن کے ساتھی اور انتہائی نیک و صالح اور متواضع عالم و بزرگ ہیں، جو مجھ پر بھی بہت شفقت فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ان کی مذکورہ کتاب میں کئی واقعات ایسے ملاحظہ کرنے کا موقعہ ملا، جو بندہ نے کسی اور کتاب میں نہیں پڑھے، البتہ بعض بزرگوں سے سنے ہیں، کیونکہ ہمارے دادا مرحوم منشی سلیمان صاحب رحمہ اللہ، حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی ڈاک لایا کرتے تھے، اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے بڑا قریبی اور گہرا تعلق رکھتے تھے، اس لئے بہت سے واقعات اپنے خاندان کے بزرگواروں سے بھی سنتے رہنے کا موقع ملا، حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی زندگی میں عجیب وغریب واقعات گزرے ہیں، جن میں سے ہر واقعہ دوسرے واقعہ سے عجیب وغریب معلوم ہوتا ہے۔

دوسروں پر اعتماد کرنے میں احتیاط کی ضرورت

(28 جنوری 2016)

فرمایا کہ آج کل نفسانفسی اور مطلب پرستی کا دور ہے، جلدی سے کسی پر اعتماد کر لینا مناسب نہیں، بلکہ بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

اس طرح کے بے شمار واقعات سامنے آتے رہتے ہیں کہ کسی نے دوسرے سے تعلق جوڑا، دوستی گانٹھی اور اپنا اعتماد بحال کر کے کوئی جانی یا مالی نقصان پہنچا دیا۔

اگر اس سلسلہ میں احتیاط نہ کی جائے، تو بڑے بڑے حادثات رُونما ہو جاتے ہیں، آج کل بعض لوگ اپنا

مطلب نکالنے اور مقصد براری کرنے کے لئے دوسرے سے کسی بھی قسم کا تعلق اور رشتہ قائم کر لیتے ہیں، اور خوب میٹھے بن کر دوسرے کو شیشہ میں اتار لیتے ہیں، اور دوسرے کو خیال بھی نہیں آتا کہ یہ اس کے ساتھ کوئی دھوکہ یا خیانت کرسکتا ہے، اور وہ صرف دوسرے کے میٹھے پن کو دیکھتے ہوئے اعتماد کر لیتا ہے، حالانکہ جس پر اعتماد کیا گیا، اس کا مقصد ہی دوسرے کو اپنے جال میں پھنسانا ہوتا ہے۔

اسی لئے کسی نے خوب کہا ہے کہ:

الٰہی آبرو رکھنا بڑا نازک زمانہ ہے دلوں میں خار رکھتے ہیں، بظاہر دوستانہ ہے

زوجین کو مباشرت کے وقت صفائی کا حکم

فرمایا کہ اسلام میں مرد وعورت یعنی میاں بیوی کو ایک دوسرے کے لئے صفائی ستھرائی کا خاص حکم دیا گیا ہے، اور زوجین کو ایک دوسرے کے لئے زیب وزینت کو مستحب قرار دیا گیا ہے، زوجین کو ایک دوسرے سے خصوصی تعلق اور ازدواجی تعلقات کے موقع پر اس کی زیادہ اہمیت ہے، جس میں بے شمار حکمتیں ہیں، جن تک انسان کی عقل رسائی بھی رسائی نہیں کرسکتی، البتہ وقتاً فوقتاً بعض بندوں پر تھوڑی بہت حکمتیں منکشف ہوتی رہتی ہیں۔

مثلاً آج کل جنسی اختلاط کی بے احتیاطیوں کی وجہ سے مختلف اور مہلک بیماریوں کے پیدا ہونے کی نشاندہی کی جاتی رہتی ہے، یہاں تک کہ حیض ونفاس کی حالت میں مباشرت کرنے سے یرقان، ہیپاٹائٹس وغیرہ کے پیدا ہونے کا خطرہ ظاہر کیا جاتا ہے۔

جبکہ قرآن مجید میں حیض کو پہلے ہی ''اذًی'' یعنی تکلیف کی اور گندی چیز قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح پیچھے کے مقام سے صحبت کرنے سے بھی انتہائی مہلک بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، اور ایڈز وغیرہ جیسی مہلک بیماریوں میں اسی قسم کی حرکات کا زیادہ دخل ہے، اور جن ممالک یا علاقوں میں اس قسم کی غلط جنسی حرکات میں زیادہ ابتلاء پایا جاتا ہے، وہاں اس قسم کی بیماریاں بھی بہت کثرت سے پائی جاتی ہیں۔

اسی وجہ سے اسلام میں اس مقام کو ''محلِ حرث'' کے مقابلہ میں ''محلِ فرث'' یعنی پاخانہ اور گندگی کا مقام قرار دیا گیا ہے، اور واقعہ یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں جہاں آخرت کی نعمتوں اور کامیابیوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے، اسی کے ساتھ دنیا کی بیماریوں اور نقصانوں سے حفاظت کا بھی لحاظ کیا گیا ہے۔

لہٰذا اسلامی احکام پر عمل پیرا ہونے سے آخرت کی کامیابی تو حاصل ہوتی ہی ہے، دنیا کی فلاح وکامیابی بھی

حاصل ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کی قدر کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین۔

قرآن وسنت کی طرف رجوع کی ضرورت

(29جنوری2016)

فرمایا کہ آج کل قرآن وسنت سے امت بہت دور ہوگئی ہے، یہاں تک کہ بہت سے علمائے کرام کی بھی قرآن وسنت کے علم کی استعداد کافی حد تک کمزور ہوگئی ہے، اوراس کے برعکس چند قصے، واقعات اور معلومات وغیرہ پراورعلومِ آلیہ پر بہت محنت کی جاتی ہے، جوافسوسناک صورتِ حال ہے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ قرآن وسنت ہی کے ذریعہ بے شمار کفارومشرکین کو ہدایت حاصل ہوئی، اسی کے ذریعہ سے بے شمار یہود ونصاریٰ کو اسلام کی توفیق ہوئی، اور بے شمار مسلمانوں کی نہ صرف یہ کہ اصلاح ہوئی، بلکہ وہ لامتناہی منازل طے کرکے کہیں سے کہیں جاپہنچے، جہاں تک آج کے دور کے رائج تمام تر علوم کے ماہرین نہیں پہنچ سکے،اس کی بنیادی وجہ یہی تھی کہ ان کے سامنے قرآن وسنت کی سرتاپاہدایت پر مشتمل تعلیمات وہدایات موجود تھیں،جن سے وہ براہِ راست سیراب ہوا کرتے تھے،اوراپنے ہر مسئلہ کا حل تلاش کیا کرتے تھے،مگر آج دنیاجہان کی کتابوں میں مسائل کا حل تلاش کیا جاتا ہے،مگر صلاحیت موجود ہونے کے باوجودقرآن وسنت سے استفادہ نہیں کیا جاتا،جس میں اہلِ علم کا بڑا طبقہ بھی داخل ہے کہ اس کو بھی قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے کی کم ہی توفیق ہوتی ہے، اگرچہ زبانی دعوے اس کے متعلق بہت ہوتے ہیں۔

چھوٹوں پر شفقت کا ایک اہم فائدہ

(29جنوری2016)

فرمایا کہ چھوٹوں پر شفقت کاویسے بھی اسلام میں حکم ہے،اورثواب والا کام ہے۔

اسی کے ساتھ چھوٹوں پر شفقت کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں چھوٹے فرمانبرداراور مطیع ہوجاتے ہیں، بشرطیکہ شفقت میں اعتدال اور میانہ روی ہو،شفقت کے عنوان سے چھوٹوں کواپنے سر پر نہ بٹھالیا جائے کہ جس سے بڑے کاادب واحترام اورڈروخوف سب ہی رخصت ہوجائے، کیونکہ یہ تو سخت خطرناک طرزِعمل ہے۔

اورشفقت کا یہ مطلب بھی نہیں کہ چھوٹوں کی ناجائز عادات وحرکات پر بھی ڈھیل چھوڑ دی جائے،اوروہ جو

مرضی میں آئے کریں، ان کو شترِ بے مہار بنا کر چھوڑ دیں، بلکہ شفقت کا مطلب یہ ہے کہ چھوٹوں سے محبت پیار سے پیش آئیں، ان کو اچھے انداز میں خطاب اور ان کے ساتھ بات چیت کریں، اور ذرا ذرا سی بات پر خوامخواہ کا مؤاخذہ نہ کریں، اور جہاں مؤاخذہ کی ضرورت ہو، وہاں بھی مؤاخذہ اعتدال کے ساتھ کریں، یکلخت قصاب بن کر چڑھائی شروع نہ کریں، اور غصہ کی حالت میں سزا جاری کرنے سے پرہیز کریں۔

جائز قوانین پر عمل درآمد کی ضرورت

(30 جنوری 2016 ہفتہ)

فرمایا کہ آج کل حکومت کے مقرر کردہ جائز قوانین کی خلاف ورزی بہت عام ہے، اور اس خلاف ورزی میں بہت سے اہلِ علم اور دیندار حضرات بھی مبتلاء ہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ جائز قوانین پر عمل درآمد کو شرعاً ضروری نہیں سمجھا جاتا، جو کہ بہت بڑی غلط فہمی ہے، شرعی اعتبار سے حکومتِ وقت کی طرف سے مقرر کردہ جائز قوانین پر عمل کرنا ضروری ہے، اور ان کی خلاف ورزی کرنا گناہ ہے، بہت سی احادیث میں ظالم اور فاسق وگناہ گار حکمرانوں کی بھی اطاعت کا حکم آیا ہے، تاآنکہ ان کی اطاعت گناہ کے کام پر مشتمل نہ ہو، اور اس حکم میں حکومتِ وقت کے جائز قوانین بھی داخل ہیں، پھر قوانین بھی عام ہیں، جس شعبہ کے جو جائز قوانین ہیں، ان سب کا یہی حکم ہے، چنانچہ ٹریفک کے معاملات میں ٹریفک کے شعبہ کے مقرر کردہ جائز قوانین پر عمل کرنے کا حکم ہوگا، اور تجارت کے شعبہ میں جائز تجارتی قوانین پر عمل کرنے کا حکم ہوگا، اور اسی طرح کا حکم سب شعبوں میں جاری ہوگا۔

مگر افسوس کہ بہت سے دوسرے ممالک میں تو قانون پر عمل داری کی بڑی اہمیت ہے، اور قانون شکنی کو بڑا عیب اور جرم سمجھا جاتا ہے، جبکہ ان لوگوں کے مذہب میں ان قوانین پر عمل کرنے کا حکم نہیں، لیکن مسلمانوں کے ہاں ان چیزوں پر عمل نہیں، حالانکہ مسلمانوں کے مذہب میں ان قوانین پر عمل کا مذہبی نقطۂ نظر سے بھی حکم ہے، اور اس طرح یہ سیاسی حکم کے ساتھ ساتھ شرعی ومذہبی حکم بھی ہے۔

صفائی کی اہمیت

(30 جنوری 2016 ہفتہ)

فرمایا کہ اسلام میں صفائی کی بڑی تاکید اور اہمیت ہے، اور صفائی کا حکم عام ہے، جو رہنے سہنے، پہننے اور کھانے پینے کی سب چیزوں کو شامل ہے۔

مگر آج کل مسلمانوں کی طرف سے صفائی کے شعبہ میں بڑی کوتاہی اور غفلت پائی جاتی ہے، جبکہ بہت سے وبائی اور غیر وبائی امراض اور بیماریوں کا سبب صفائی کا نہ ہونا بتایا جاتا ہے، اگر مسلمان اسلام کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل کریں، جس میں صفائی بھی داخل ہے، تو بہت سے مسائل اور پریشانیوں سے نجات حاصل ہو جائے۔

اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے گھر، بار، گلی کوچوں، لباس، جسم اور کھانے پینے کی سب چیزوں کو اہتمام کے ساتھ صاف رکھا کریں۔

اور صفائی سے متعلق اسلام کی جو تعلیمات ہیں، ان پر عمل کیا کریں، اس موضوع پر میرا رسالہ بھی ہے، جس کا نام ہے ’’صفائی اور پاکیزگی کی فضیلت واہمیت‘‘، اس کو بھی ملاحظہ کرنا چاہئے۔

اور اس کے علاوہ ’’حسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی‘‘ کے نام سے بھی میری ایک کتاب ہے، جو ابھی حال ہی میں تیار ہوئی ہے، اس میں بھی متعلقہ شعبوں میں صفائی کے پہلو کو اُجاگر کیا گیا ہے، یہ کتاب بڑی مفید اور قابلِ ملاحظہ ہے، ہر شخص کو چاہئے کہ اس کتاب کو ایک مرتبہ تو ضرور ہی توجہ کے ساتھ ملاحظہ کرے۔

پاکستان کے آئین کو اہلِ علم کے ملاحظہ کرنے کی ضرورت

(30 جنوری 2016ء ہفتہ)

فرمایا کہ میری مدت سے خواہش ہے کہ پاکستان کے مدارس اور جامعات میں کم از کم پاکستان کے آئین کی تعلیم ہو، جس کے مرتب کرنے میں بڑے بڑے بزرگ اور اصحابِ علم شامل رہے ہیں۔

اور علماء کو چاہئے کہ وہ پاکستان کے آئین کی تشریح اور توضیح بھی کریں، اور جو باتیں تنقیح طلب ہیں، ان پر مزید کام کریں، اور پاکستان کے آئین کو سامنے رکھ کر پاکستان میں تعمیر وترقی کے لئے سنجیدہ کوششیں کریں۔

لیکن بہت سے علماء کی موجودہ حالت کو دیکھ کر سخت افسوس ہوتا ہے کہ ان کو پاکستان کے آئین اور دستور کو ملاحظہ کرنے کی بھی توفیق نہیں ہوتی، اور اوپر سے اپنی تحریر وتقریر میں ان چیزوں کے خلاف جدوجہد کرتے نظر آتے ہیں، جن کے بارے میں ان کے بزرگوں اور اہلِ علم حضرات نے مثبت رائے قائم کر دی ہے۔

مثلاً آج دینداروں اور اصحابِ علم کا بڑا طبقہ ووٹوں کے ذریعہ حکومت کے انتخاب کا سختی سے مخالف ہے، اور اس کے خلاف خواہ مخواہ کے دلائل قائم کر کے اپنا وقت ضائع کرتا ہے، جبکہ پاکستان کے آئین اور دستور میں ووٹوں کے ذریعہ حکومت کے انتخاب کا ذکر موجود ہے، جو بڑے بڑے بزرگوں واہلِ علم حضرات کا تصدیق شدہ ہے۔

البتہ کسی چیز سے جزوی درجہ کا اختلاف یا کسی چیز کے استعمال اور طریقِ کار میں قابلِ اصلاح پہلوؤں کا معاملہ الگ نوعیت رکھتا ہے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اصل چیز ہی کی مخالفت شروع کر دی جائے۔

بجلی کے استعمال میں بے احتیاطی

(30 جنوری2016ہفتہ)

فرمایا کہ آج کل گھر گھر میں اور قدم قدم پر بجلی کا استعمال عام ہو گیا ہے، اور بجلی جتنی مقدار میں استعمال کی جاتی ہے، اسی حساب سے اس کا بل آتا ہے، اور اس کی ہر مہینہ باقاعدگی سے ادائیگی کرنی پڑتی ہے، اور ہمارے ملک میں آج کل بجلی کے استعمال پر آنے والے اخراجات کے متعلق یہ ضابطہ اور قاعدہ وقانون بھی مقرر ہے کہ بجلی کے استعمال کی جتنی مقدار بڑھتی ہے، اسی کے حساب سے اس کی قیمت اور بل میں اضافہ بھی ہوتا رہتا ہے، مثلاً آج کل یہ قانون مقرر ہے کہ اگر اتنے یونٹ استعمال ہوگئے، تو اس کے بعد استعمال ہونے والے یونٹ کی قیمت اتنی زیادہ ہوگی۔

اوپر سے ہمارے یہاں آج کل بجلی کی قلت بھی ہے، جس کی وجہ سے لوڈ شیڈنگ کا سلسلہ جاری ہے۔

ان حالات میں بجلی اور اس سے چلنے والی چیزوں کا استعمال بہت احتیاط کے ساتھ ہونا چاہئے، ہماری تھوڑی سے غفلت سے بجلی کے بل کی بھاری مقدار ادا کرنی پڑ جاتی ہے، اور اس کا اپنے یا کسی دوسرے کو ذرا بھی فائدہ نہیں ہوتا، مثلاً رات کو غفلت سے کس جگہ کا بلب یا پنکھا وغیرہ کھلا چھوڑ دیا، اور یہ بلب یا پنکھا وغیرہ بلاوجہ رات بھر چلتا رہا، تو اب اس بلب یا پنکھے وغیرہ کے جلنے سے کسی کو فائدہ نہیں ہوا، اور بلاوجہ بجلی ضائع ہوئی، بلب یا پنکھا وغیرہ بھی کمزور ہوا، اور خوامخواہ بجلی کا بل زیادہ ذمہ پڑا، اور پھر اس بھاری بل کو ادا کرنے کا انتظام کرنے کے لئے محنت کرنی پڑی، یا ناجائز طریقہ پر پیسہ حاصل کرنا پڑا۔

اگر تھوڑی سی توجہ اور بجلی کے استعمال میں احتیاط کی جاتی، تو ان سب چیزوں سے بچا جا سکتا تھا۔

مفتی کے لئے فقہ اور حالاتِ حاضرہ کے علم وتعارف کی ضرورت

(یکم فروری2016)

فرمایا کہ مفتی کو فقہ کے ساتھ ساتھ عرفِ زمانہ اور حالاتِ حاضرہ سے واقفیت اور تعارف بہت ضروری ہے، اس کے بغیر فتویٰ وتحقیق کا صحیح طور پر کرنا، جس سے لوگوں کی ضروریات پوری ہوں، اور مشکلات دور ہوں، از حد دشوار ہے۔

مگر آج کل ہر شعبہ میں افراط وتفریط کی فراوانی ہے، اگر کسی کو فقہ کا علم ہوتا ہے، اگر کسی کو عرف وحالاتِ حاضرہ سے واقفیت نہیں ہوتی، اور حالاتِ حاضرہ سے واقفیت ہوتی ہے، تو فقہ کا صحیح علم نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے گڑبڑ پیش آتی ہے۔

اور آج کل جس طرح جگہ جگہ مدارس میں تخصص کا کورس عام ہوگیا ہے، اور اس کے نتیجہ میں تھوک کے حساب سے مفتیانِ کرام کی کھیپ تیار ہورہی ہے، ان میں سے اکثر مفتیانِ کرام تو مفت کے ہی مفتی ہوتے ہیں، جن کو قیمتی کے مقابلہ میں مفتی کہنا چاہئے، اور یہ حضرات جس طرح فقہ کے صحیح علم سے کورے ہوتے ہیں، اسی طرح عرفِ زمانہ اور حالاتِ حاضرہ سے بھی واقف نہیں ہوتے، اور اوپر سے عوام کے ساتھ حرص وطمع کا تعلق رکھتے ہیں، بلکہ ناجائز طریقہ پر لوگوں کا مال ہڑپ کرتے ہیں، گزشتہ دنوں ہمارے ملک بھر میں بڑے بڑے نامی گرامی مفتیوں کا مضاربہ سکینڈل عوام کے سامنے آیا، جس میں اچھے اچھوں کے مفتی، اور عالم اور بزرگ ہونے کی قلعی کھل گئی، ایسے لوگ کیا خاک دین کی خدمت اور تحقیق کریں گے، اور ان سے امت کے مسائل اور مشکلات کے حل کی کیا توقع کی جاسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ امت کی اس طرح کے نااہل لوگوں سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

مقالات ومضامین　　(جنت کے قرآنی مناظر:45)　　مفتی محمد امجد حسین

اہلِ جنت، اعمال نامے اور ریکارڈنگ سسٹم (حصہ دوم)

خدا کا آفاقی نظامِ مواصلات وعکس بندی

آج ہم مادّی دنیا میں انٹرنیٹ کی سُپر ٹیکنالوجی کے عہد میں جی رہے ہیں، انٹرنیٹ کے دائرۂ کار، طریقہ کار، کارگزاریوں، مہارتوں اور صلاحیتوں نے بلاشبہ اس کرّۂ ارض کو گلوبل ولیج، عالمی گاؤں بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے، اسی کی بدولت یہ ممکن ہوا ہے کہ دنیا کے ایک کونے کی کوئی بھی خبر، سرگرمی یا واقعہ پلک جھپکنے کی دیر میں دنیا کے دوسرے کونے میں اس طرح دیکھی، سنی، سمجھی، سیکھی جاسکتی ہے، جس طرح اصل وقوعے کے مقام پر، پہلے وقتوں میں گاؤں کا نائی، خبریں، اطلاعات اور پیغامات گاؤں میں نشر کرتا تھا، اور ایک ایک کے در پہ جا کر پہنچاتا تھا، اس میں ایک محلے کی خبر دوسرے محلے تک پہنچنے میں اور کوٹھے چڑھ کر پھیلنے میں اس سے زیادہ وقت لگتا تھا، جتنا عالمی گاؤں کے سب متمدن حصوں میں خبر پہنچانے میں، یہ جدید ذرائع مواصلات لگاتے ہیں۔

اب آیئے اللہ تعالیٰ کے نظامِ مواصلات وعکس بندی کی طرف، انسانوں کے اعمال کی ریکارڈنگ وفلم بندی کی طرف کہ ہر انسان کا اور دنیا کے واقعات کا سارا ڈیٹا اور ریکارڈ، جو خدائی انتظام کے تحت محفوظ ہو رہا ہے، اور قیامت کے دن سرِ عام، علی الاعلان، ڈنکے کی چوٹ پر، جو علی رؤوس الاشہاد نشر ہوگا، قرآن اور احادیث سے اس نیٹ ورکنگ اور اس آفاقی وکائناتی نظامِ مواصلات وفلم بندی کی کیا نوعیت وحقیقت سامنے آتی ہے؟

ملاحظہ فرمائیں:

(۱)...... أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَى (سورة العلق، رقم الآية ١٤)

ترجمہ: کیا وہ نہیں (انسان) جانتا کہ اللہ اُسے دیکھ رہا ہے (سورہ علق)

(۲)...... يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا . بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَى لَهَا (سورة الزلزال، رقم الآيات ۴ و ۵)

ترجمہ: جس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی، اس لئے کہ آپ کے رب نے اس کو حکم دیا ہوگا (سورہ زلزال)

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (سورة يس، رقم الآية ٦٥)

ترجمہ: آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگادیں گے اور جو کچھ یہ کرتے رہے تھے ان کے ہاتھ ہم سے بیان کردیں گے اور ان کے پاؤں (اس کی) گواہی دیں گے (سورۃ یس)

(۳)...... **حَتَّى إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ . وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنْطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ . وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ** (سورة فصلت، رقم الآيات ٢٠ الى ٢٢)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب بالکل جہنم کے پاس آجائیں گے ان کے خلاف ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے اعمال کی گواہی دیں گی۔

یہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف شہادت کیوں دی، وہ جواب دیں گی ہمیں اس اللہ نے قوت گویائی عطا فرمائی جس نے ہر چیز کو بولنے کی طاقت بخشی ہے، اسی نے تمہیں اول مرتبہ پیدا کیا اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔

اور تم (اپنی بداعمالیوں) اس وجہ سے پوشیدہ رکھتے ہی نہ تھے کہ تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں گواہی دیں گی، ہاں تم یہ سمجھتے رہے کہ تم جو کچھ کر رہے ہو اس میں سے بہت سے اعمال سے اللہ بےخبر ہے (سورہ فصلت)

(۴)...... **وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ . إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ . مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ** (سورة ق، رقم الآيات ١٦ الى ١٨)

ترجمہ: ہم نے انسان کو پیدا کیا اور اس کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں ان سے ہم واقف

Idara Ghufran

ہیں اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔
جب (وہ کوئی کام کرتا ہے تو) دو لکھنے والے جو دائیں بائیں بیٹھتے ہیں لکھ لیتے ہیں۔
کوئی بات اس کی زبان پر نہیں آتی مگر ایک نگہبان اس کے پاس تیار رہتا ہے (سورہ ق)

(۵)...... وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ . كِرَامًا كَاتِبِينَ . يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ (سورة الفطار، رقم الآيات ١٠ الى ١٢)

ترجمہ: اور تم پر نگہبان مقرر ہیں، (جو کہ) کراماً کاتبین ہیں (یعنی معزز منشی کلرک بارگاہِ الٰہی کے) وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو (سورہ انفطار)

سورۂ زلزال کی آیت "يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا" کہ زمین اس دن اپنی خبریں بیان کرے گی، اس کی تفسیر میں مسند احمد، ترمذی، نسائی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی، پھر فرمایا کہ جانتے بھی ہو زمین کیا خبریں دے گی؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اللہ و رسول خوب جانتے ہیں، فرمایا کہ اس کی خبریں یہ ہوں گی کہ ہر بندہ نے اس کی پیٹھ پر اس کے اوپر جو جو عمل کیا ہوگا، جو جو اچھا یا برا کام کیا ہوگا، اس کی وہ گواہی دے گی کہ اس نے فلاں فلاں دن تاریخ، سن و سال میں فلاں فلاں عمل کیا تھا، تو یہ زمین کی خبریں دینے سے مراد ہے۔

اسی طرح کی حدیث معجم طبرانی میں بھی وارد ہوئی ہے، جس کے آخر میں یوں ہے:

وإنه ليس من أحد عامل عليها خيرا أو شرا إلا وهي مخبرة (تفسير ابنِ كثير، ج٨، ص ٤٤٢، تحت الآية)

کہ جو کوئی بھی اچھا یا برا عمل کرنے والا اس پر ہوگا، اس کے متعلق وہ خبر دے گی۔

مذکورہ بالا آیات وروایاتِ حدیث سے درج ذیل نکات معلوم ہوتے ہیں۔

(1)...... اللہ تعالیٰ خود سب کچھ دیکھ رہے ہیں، ہر ایک کی ہر حالت، قول وعمل، اللہ کے ملاحظے وعلم میں اور نظر میں ہے "وہو علیم بذات الصدور" دلوں کے اندر جو کچھ چھپا رکھتے ہیں، اس سب سے بھی باخبر ہے" جو اور کوئی نہیں جانتا ع

دل، دریا، سمندروں ڈونگے کون دلاں دیاں جانے ہُو

(2)...... انسان کے اعضاء، آنکھ، کان، ہاتھ پاؤں، حتیٰ کے پورے جسم کی جلد وکھال ایک خدائی ٹیپ ریکارڈ، ایک ویڈیو کیمرہ کی حیثیت رکھتے ہیں، جن سے انسان چھپ ہی نہیں سکتا، بلکہ انہی اعضاء سے یہ اعمال صادر ہوتے ہیں، انسان جب قیامت کے دن جھوٹ بولے گا، اور اپنے کیئے سے مکرے گا، تو اس کے لب وزبان کو سیل بند کر کے ان اعضاء کی ریکارڈنگ کا بٹن آن کیا جائے گا، اور پھر وہ سارا کچا چٹھا کہہ سنائیں گے، اس کی تفصیلات جاننی ہوں، تو جدید میڈیکل سائنس نے انسانی خلیہ یعنی وہ ادنیٰ ذرہ جو ہمارے جسم کی اکائی ہے، اور نازک ترین دوربین ہی سے جس کو مشخص کیا جاسکتا ہے، اس خوردبینی خلیہ کے اندر کیسی کائنات آباد ہے؟ اور اس خلیہ کے ڈیٹا وریکارڈ کی بنیاد پر آج ڈی این اے ٹیسٹ کی شکل میں جس طرح انسان کے ماضی ومستقبل کے احوال وکیفیات، تشخصات وعادات، صفات وخصوصیات ساری دنیا کے سامنے آشکارا کی جارہی ہیں، اور حتیٰ کے اسی بنیاد پر جینیٹک سائنس (Genetic Science)، آج سائنس کی ایک مستقل الگ شاخ اور شعبہ بن چکا ہے، جس کی ریسرچ وتحقیقات پر آج مغرب ومشرق کی سائنسی لیبارٹریاں، ٹوٹی پڑی ہیں، لیکن کہتے ہیں کہ ابھی ہم چند فیصد معلومات کا ہی ڈی این اے کے انسائیکلوپیڈیا سے کھوج لگا سکے ہیں، باقی تمام معلومات کھوجنے وکھولنے، بھید وراز جاننے میں ابھی نہ جانے کتنے سائنسی دماغ، کتنا بجٹ اور کتنا زمانہ صَرف ہوگا، ذرا اندازہ لگایئے، انسان کا جسم اربوں خلیات پر مشتمل ہے، اور ہر خلیہ ڈی این اے کی شکل میں معلومات کے اتنے عظیم ذخیرے پر مشتمل ہے کہ ان معلومات کو قلم وقرطاس کے ذریعہ کاغذ پر منتقل کیا جائے، تو ایک ڈی این اے کی معلومات انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جیسی ضخیم کتاب جیسی 900 کتابیں تیار ہوں گی۔

(3)...... زمین کا چپہ چپہ، بحر وبر، میدان وبیابان، جنگل وصحراء، گھر وبازار، ہر گلی کوچہ، آفاقی ٹیپ ریکارڈر ہیں، انسان کی ویڈیو بنانے میں دھرتی کا ایک ایک قطعہ وخطہ اور خاک کا ہر ذرہ مصروفِ عمل ہے، یہ مٹی کے تودے، اور کنکر وپتھر کے ٹکڑے نہیں، بلکہ CCTV کیمرے ہیں، اس پر تعجب کیوں ہو، آخر سی ٹی وی کیمرے یا ریکارڈنگ کے آلات قسما قسم کے زمین کی انہی بے جان وجماد چیزوں سے بنتے ہیں، پلاسٹک، لوہے، پیتل، سٹیل، شیشے سے بنتے ہیں، جو زمینی معدنیات اور مٹی کے پتلے ہی ہیں، اس کے شجر وحجر، اس کے ایٹم وذرات، انسان کی بنائی ہوئی چپ اور سم، سی ڈی، ڈی وی ڈی اور یو ایس بی سے زیادہ مقدار زیادہ جی بی ڈیٹا محفوظ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک

زمین کے کسی چپے پر ایک لاکھ انسانوں نے نسل در نسل اور زمانہ در زمانہ جو سرگرمیاں کی ہیں، اس چپہ ارضی میں اس کا پورا ڈیٹا محفوظ ہے، جو نہ ایکسپائر ہوتا ہے، نہ اس میں کوئی فالٹ و نقص پیدا ہوتا ہے، اور نہ طوفان، بادو باراں اور ہر طرح کے زمینی و کائناتی حوادث و تغیرات اس کو محو و ملیامیٹ کرسکتے ہیں، خواہ ہم لاکھ اسے ڈائنامیٹ کریں مگر ع

خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی

(4)......کراماً کاتبین جن کی پیچھے سورہ ق کی آیت میں دو صفتیں ذکر ہوئی ہیں، **"رقیب و عتید"** ۔
یعنی انتہائی چوکس، بیدار مغز، حاضر دماغ، اور کڑی نظر رکھنے والے جو حاصل ہے **"عتید"** کا۔
ا ور ہر لحظہ ہر لمحہ، مسلسل سر پر سوار نگرانی کرنے والے، جو حاصل ہے **"رقیب"** کا

اس شان کے حامل دو دو فرشتے، ایک ایک انسان پر بغیر ریٹائرمنٹ کے ہمہ وقتی ڈیوٹی دیتے ہوئے وہ ڈیٹا وریکارڈ اور کارگزاری، ماوشما کی، زید و عمر، بکر کی مرتب کررہے ہے، جو اعمال نامہ کہلاتا ہے، اور جو قیامت کی تیسری پیشی میں نشر ہوگا (**"واذ الصحف نشرت"** جب صحیفے بکھر جائیں گے) اور جس کو دیکھ کر بندہ حیرت واستعجاب سے سر پیٹ کر رہ جائے گا، اور سر پکڑ کر بیٹھ جائے گا، اور ہانک پکار لگاتے ہوئے یوں نعرہ زن ہوگا **"مال لھذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ و لا کبیرۃ"** کہ یہ کیسا روزنامچہ ہے میرا، یہ کیس فردِ جرم اور ایف آئی آر ہے؟ جس نے میری زندگی اور سوانح و ہسٹری کی چھوٹی بڑی ہر بات ریکارڈ کررکھی ہے، خواہ یہ اعمال نامہ کسی چپ کی صورت وضخامت میں ہوں، کسی یو ایس بی کی نوعیت کی ہوں، سی ڈی کی شکل میں یا کسی خاص کاغذ و فائل کی شکل میں یا کسی بھی ایسی شکل میں ہوں، جو ابھی پردۂ غیب میں ہے، لیکن بہر حال ڈیٹا ریکارڈ سارا فراہم ہوگا، اور یہ دونوں فرشتے یہ ریکارڈ و اعمال نامے اٹھائے اور بندہ کو اپنی تحویل و حصار میں لئے ہوئے، آخرت کی سپریم کورٹ میں پیشی کے لئے لے جارہے ہوں گے، جیسا کہ سورہ ق کی گزشتہ آیات جس رکوع کی ہیں، سورہ ق کے اس دوسرے پورے رکوع میں میدانِ محشر کا یہ سارا عبرت ناک منظر دکھایا گیا ہے۔

پاکستانی عدالتوں میں ملزمین و مجرمین کو دو دو پولیس ہتھکڑیوں میں جکڑے اور فردِ جرم کی فائل اٹھائے پیشی کے لئے لارہے ہوتے ہیں، تو اس منظر سے آخرت کی اس بڑی پیشی کا جو ہم میں سے ہر ایک کو پیش آتا ہے، مراقبہ کرلینا چاہئے، شاید کہ غفلت ولاپرواہی کی حالت پر کچھ زد پڑے۔ (جاری ہے......)

مقالات ومضامین

قاری جمیل احمد

دُنیا کی وقعت (قسط1)

عَبَسَ وَتَوَلّٰی . أَنْ جَاءَ هُ الْأَعْمَی . وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكّٰی . أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰی . أَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی . فَأَنْتَ لَهُ تَصَدّٰی . وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكّٰی . وَأَمَّا مَنْ جَاءَ كَ يَسْعٰی . وَهُوَ يَخْشٰی . فَأَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰی (سورة العبس، رقم الآيات ١ الٰی ١٠)

ترجمہ: (پیغمبر نے) منہ بنایا، اور رخ پھیرلیا۔ اس لئے کہ ان کے پاس وہ نابینا آ گیا تھا۔ اور (اے پیغمبر) تمہیں کیا خبر؟ شاید وہ سدھر جاتا۔ یا وہ نصیحت قبول کرتا اور نصیحت قبول کرنا اسے فائدہ پہنچاتا۔ وہ شخص جو بے پرواہی دکھا رہا تھا۔ اس کے تو تم پیچھے پڑتے ہو۔ حالانکہ اگر وہ نہ سدھرے تو تم پر کوئی ذمہ داری نہیں آتی۔ اور وہ جو محنت کر کے تمہارے پاس آیا ہے۔ اور وہ دل میں اللہ کا خوف رکھتا ہے۔ اس کی طرف سے تم بے پرواہی برتتے ہو۔

مندرجہ بالا آیاتِ کریمہ کے شانِ نزول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرب کے اُمراء ورؤسائے مشرکین لوگ بیٹھے ہوئے تھے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دین کی باتیں سمجھا رہے تھے، اتنے میں ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ ابن مکتوم، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور مسئلہ پوچھنے لگے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ نہیں فرمائی، تو اس پر اللہ رب العالمین کی طرف سے ناراضگی آ گئی۔

حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن مکتوم کی طرف توجہ اس خیال سے نہیں دی کہ یہ تو اپنا آدمی ہے، ہر وقت اس کا ہمارے پاس آنا جانا ہے، یہ تو ہمارے گھر کا آدمی ہے، یہ تو کسی وقت بھی مسئلہ پوچھ سکتا ہے، اور یہ عرب کے اُمراء لوگ اس وقت میرے پاس آئے ہوئے ہیں، یہ لوگ اگر دین کی باتیں سمجھ کر ایمان لے آئیں گے، تو اس کے نتیجے میں دین کو تقویت مل جائے گی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خیال بالکل صحیح تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے امراء لوگوں کی طرف توجہ دینے کا مطلب ہرگز یہ نہیں تھا کہ یہ لوگ دنیا کے لحاظ سے امیر ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک میں تو دنیا کا تصور تک بھی نہیں آ سکتا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے امیر لوگوں کی طرف توجہ اس وجہ سے فرمائی کہ یہ لوگ اسلام میں داخل ہو جائیں، لیکن اس کے باوجود اللہ رب العالمین کی طرف سے ناراضگی آ گئی، ناراضگی اس وجہ سے آئی کہ ظاہری طور پر عرب کے امیر لوگوں کی وقعت نظر آ رہی تھی، اور عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ ایمان والا اور مسکین آدمی تھا، اس کی بے وقعتی نظر آ رہی تھی، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ناراضگی آ گئی، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ناراضگی کا آنا، ہم سب مسلمانوں کو تعلیم دینا ہے، قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیات کریمہ کو سامنے رکھتے ہوئے ہم سب مسلمان اپنی اپنی زندگی کا جائزہ لیں کہ ہمارے دل میں کس قدر امراء لوگوں کی وقعت بیٹھی ہوئی ہے، وقعتِ دنیا کا گناہ معاشرے میں کثرت سے پھیلا ہوا ہے، جس کو دیکھو اس کے دل میں وقعتِ دنیا بیٹھی ہوئی ہے۔

وقعتِ دنیا کا مطلب

دل و دماغ میں وقعتِ دنیا بیٹھنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی سے محبت کر رہے ہیں، تو اس وجہ سے کر رہے ہیں کہ اس کے پاس مال و دولت ہے، مکانات اور کوٹھیاں ہیں، دنیا کی فروانی ہے، ان کے پاس دنیا کے عہدے ہیں، ان چیزوں کی وجہ سے ان لوگوں کے ساتھ اپنے تعلقات بنانے کی کوشش کرتے ہیں، جب کسی دنیا دار شخص سے تعلق ہو جاتا ہے، تو پھر فخر سے کہتے ہیں کہ میرے تو فلاں امیر صاحب سے تعلقات ہیں، میرے فلاں افسر صاحب، فلاں وزیر صاحب، فلاں ایم این اے صاحب، فلاں ایم پی اے صاحب، اور فلاں ناظم صاحب کے ساتھ تعلقات ہیں۔

دنیا والوں سے تعلقات قائم رکھنے پر فخر کرنا یہ اس وجہ سے ہے کہ دل و دماغ میں دنیا کی وقعت بیٹھی ہوئی ہے، اور دنیا کے لحاظ سے جو شخص غریب ہے، متقی اور دیندار ہے، لیکن اس کے متقی، دیندار اور غریب ہونے کی وجہ سے اس سے تعلقات نہیں رکھتے، اگر کسی غریب، دیندار متقی شخص سے تعلق رکھ بھی لیں، تو کسی غریب و متقی کے ساتھ تعلق رکھ کر اس پر خوش ہونا، تو تصور میں نہیں آتا، یہ اس لئے کہ وقعتِ دنیا دل میں چھائی ہوئی ہے۔

وقعتِ دنیا کا علاج

وقعتِ دنیا کا علاج کرنا بہت ضروری ہے، دنیا کی وقعت دل سے اس وقت نکلتی ہے، جب اللہ پاک توفیق عطا فرماتے ہیں، دنیا کی وقعت دل سے نکالنے کے لے اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر رگڑے کھانے

پڑتے ہیں، اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر وقعتِ دنیا کے مرض کا کامیاب علاج ہو جاتا ہے، لہٰذا اللہ والوں کی صحبت کو اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔

دنیا کا خوش قسمت

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تین آدمی دنیا کے خوص نصیب ہیں۔

ایک خوش نصیب آدمی وہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی فراوانی دی ہے، دنیا کی ہر طرح کی راحتیں دی ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا کی محبت نہیں دی، دنیا کی تمام راحتوں کے ساز وسامان موجود ہیں، لیکن اس کے دل میں دنیا کے اسبابِ راحت کی کوئی وقعت نہیں، تو یہ شخص دنیا کا خوش نصیب آدمی ہے۔

اور دنیا کا دوسرا وہ آدمی خوش قسمت ہے کہ جس کو نہ تو دنیا کی طلب ہے، اور نہ اس کو دنیا سے محبت ہے، دنیا سے محبت بھی نہیں ہے، اور دنیا کی طلب بھی نہیں ہے، جو کچھ اس کو ملا ہوا ہے، اسی فقر وفاقہ میں موت تک پہنچ گیا ہے، تو یہ شخص بھی دنیا کا خوش نصیب آدمی شمار ہے، اور دینا کا تیسرا وہ شخص خوش نصیب ہے جس کو دنیا کی طلب بھی ہے، اور طلب کے مطابق اس کو دنیا بھی ملی ہوئی ہے، دنیا کی طلب گناہ کے درجے میں تو داخل ہے، لیکن چلو اس کو دنیا کی طلب ہے، اور طلب پر دنیا بھی مل گئی ہے، اور وہ دنیا کے مزے اڑا رہا ہے۔

دنیا کا بد قسمت

وہ آدمی دنیا کا بڑا بد قسمت ہے کہ جس کو دنیا کی طلب تو ہے، لیکن اس کو دنیا نہیں ملی، دل میں ہر وقت یہ تمنا اور حسرت ہے کہ مجھے دنیا مل جائے، لیکن اس کو دنیا مل نہیں رہی، اور دنیا کی حسرت وتمنا کرتے کرتے موت تک پہنچ جاتا ہے، تو فرمایا یہ آدمی دنیا کا بڑا بد قسمت ہے کہ خوامخواہ دنیا کی حسرت میں زندگی گزار کر گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے، اور یہی حسرتِ دنیا کا گناہ اپنے ساتھ قبر میں لے کر پہنچ جاتا ہے، فرمایا یہ شخص دنیا کا سب سے زیادہ بد قسمت ہے کہ دنیا بھی حاصل نہیں ہو رہی ہے، مگر دنیا کی حسرت دل ودماغ میں بٹھائے ہوئے ہے۔

زہد کا مطلب

بعض لوگ زہد کا مطلب غلط نکالتے ہیں، دنیا کے ترک کرنے کو زہد کہتے ہیں، دراصل زہد کا مطلب ہے

دنیا سے بے رغبتی۔

زہداس کو کہتے ہیں کہ جو دنیا سے محبت نہیں کرتا، جو دنیا کو بڑا نہیں سمجھتا، اس کو زاہد عابد کہا جاتا ہے، اگر کسی شخص کے پاس دنیا کی راحتیں ہیں، مگر اس کے دل میں دنیا کی محبت وعظمت نہیں ہے، تو وہ زاہد ہے۔

حضرت امام ثوری رحمہ اللہ جو بڑے مالدار اور پیسے والے تھے، ان کی روزانہ کی آمدنی ایک کلو سونا تھی، مگر ان پر کبھی زکاۃ فرض نہیں ہوئی، ان کی آمدن پر کبھی سال نہیں گزرا، جو آمدنی ہوتی، وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کردیتے تھے، ان کے نزدیک روپے پیسے کی کوئی وقعت وعظمت نہیں تھی، اور بڑے پیسے والے تھے، مگر ان کے دل میں دنیا کی کوئی وقعت نہیں تھی، اس لئے وہ بزرگ روپیہ پیسہ ہونے کے باوجود زاہد تھے۔

حضرت امام بوحنیفہ رحمہ اللہ بھی بڑے مال دار تھے، روزانہ کپڑوں کا ایک نیا جوڑا پہنتے تھے، اور اس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو مال و دولت عطا کیا، اور مال و دولت کو استعمال کررہے ہیں، مگر دل میں مال و دولت کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

لُب لباب

خلاصہ یہ ہے کہ مال و دولت، روپے پیسے، والے لوگوں کو بڑا سمجھنا اور غریب الحال لوگوں کو حقیر سمجھنا یہ وقعت دنیا کا خطرناک گناہ ہے، جس سے ہر مسلمان کو بچنے کی ضرورت ہے۔

اسلام میں امیر اور غریب کا کوئی امتیاز نہیں ہے، اسلام میں کسی امیر کو غریب پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے، اسلام میں امیر اور غریب برابر ہیں، اسلام میں اگر کسی شخص کو برتری اور عظمت حاصل ہے، تو اس کے تقویٰ کی وجہ سے ہے۔

''ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم'' اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت واکرام والا وہ شخص ہے، جو متقی ہے، جو شخص متقی ہے، اس کے متقی ہونے کی وجہ سے اس کی عظمت دل میں رکھی جائے۔

اگر کوئی روپے پیسے والا ہے، اور متقی بھی ہے، تو دل میں اس کی عظمت اس کے روپے پیسے کی وجہ سے نہ رکھی جائے، بلکہ اس کی عظمت اس کے متقی ہونے کی وجہ سے رکھی جائے۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو وقعتِ دنیا کے خطرناک گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اور اپنے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بسلسلہ : تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ جمادی الاولیٰ: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۵۲ھ: میں حضرت ابوالفضل اسماعیل اوانی دمشقی الرشید عراقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص ۳۰۶)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۵۴ھ: میں حضرت شرف الدین ابوبکر محمد بن حسن بن عبدالسلام بن عتیق بن محمد تمیمی مغربی اسکندرانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص ۲۹۶)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۵۶ھ: میں سلطان صلاح الدین الناصر داؤد بن معظم کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص ۳۸۱)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۵۸ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عبدالہادی بن یوسف بن محمد مقدسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص ۳۴۳)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۷۶ھ: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن حمد بن کامل مقدسی صالحی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۱۳۴)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۷۷ھ: میں حضرت ابونصر محمد بن عربشاہ بن ابوبکر بن ابونصر ہمذانی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۲۳۲)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۸۰ھ: میں حضرت ابومحمد قاسم بن ابوبکر بن قاسم بن عمر عدل امین اربلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۱۱۴)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۸۴ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن محمد بن علی بکری مراکشی مغربی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۴۹)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۸۶ھ: میں حضرت ابوالیمن عبدالصمد بن تاج عبدالوہاب بن حسن بن محمد بن عساکر دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۳۹۵)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۸۷ھ: میں حضرت نصراللہ بن ابی القاسم بن ابی الفرج نصر بن علی نابلسی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۳۵۵)

Idara Ghufran

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۸۹ھ : میں حضرت جمال الدین ابومحمد عبدالکافی بن عبدالملک بن عبدالکافی بن علی ربعی دمشقی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۴۱۱)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۹۵ھ : میں حضرت ابوبکر بن عباس بن ابی منصور بن عکرمہ صالحی حجار رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۴۰۶)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۹۷ھ : میں حضرت احمد بن عثمان بن قایماز بن عبداللہ ترکمانی فارقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۷۵)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۹۷ھ : میں سلطان ابوعلی کوجا بن عبداللہ ناصری کی وفات ہوئی۔
(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۱۲۱)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۹۸ھ : میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن ابوعبداللہ محمد بن ابی نصر حلبی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۱۳۷)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۹۸ھ : میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن محمود بن محمد بن عدل مقری عقیلی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۱۶۰)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۹۸ھ : میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن داؤد بن الیاس بعلبکی حنبلی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۱۸۷)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۹۹ھ : میں حضرت ابوالفضل احمد بن ہبۃ اللہ بن احمد بن محمد بن حسین بن ہبۃ اللہ بن عبداللہ دمشقی ابنِ عساکر کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۱۰۷)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۹۹ھ : میں حضرت محمد بن یوسف بن خطاب بن حسان تلی صالحی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۳۰۵)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۹۹ھ : میں حضرت ابوحفص عمر بن احمد بن عبدالدائم بن نعمہ مقدسی فامی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۷۰)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۹۹ھ : میں حضرت ابوالمجد عیسیٰ بن برکہ بن والی سلمی حورانی حنبلی مقری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۸۴)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۹۹ھ : میں حضرت امِ محمد خدیجہ بنتِ محمد بن محمود بن عبدالمنعم رحمہا اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۲۳۳)

Idara Ghufran

علم کے مینار امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (قسط:6) مولانا غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں و کاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام ابوحنیفہ اور تحصیلِ حدیث (حصہ دوم)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فقہ کے علاوہ علومِ حدیث کے بھی تمام سرچشموں سے سیراب تھے، اور اس میں ان کو کمالِ فن، بھرپور مہارت اور جامعیت حاصل تھی، چنانچہ ایک مرتبہ آپ خلیفۂ وقت ابوجعفر منصور کے دربار میں گئے، تو وہاں پر موجود کوفہ کے گورنر عیسیٰ بن موسیٰ نے آپ کی آمد پر کہا کہ:

هذا عالم الدنيا اليوم

آج یہ دنیا کے سب سے بڑے عالم ہیں

یہ سن کر ابو منصور نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ نے کس سے علم حاصل کیا ہے؟

آپ نے فرمایا کہ حضرت عمر کا علم اصحابِ عمر سے، حضرت علی کا علم اصحابِ علی سے، حضرت ابنِ مسعود کا علم اصحابِ ابنِ مسعود سے، اور حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہم اجمعین) کا علم آپ کے اصحاب سے، اور حضرت ابنِ عباس کے زمانہ میں ان سے بڑا کوئی عالم نہیں تھا۔

یہ سن کر ابو منصور نے کہا کہ بے شک آپ نے بڑا قابلِ اعتماد اور مستند علم حاصل کیا۔ [1]

امام اعمش رحمہ اللہ کا شمار آپ کے شیوخِ حدیث میں آتا ہے، ایک مرتبہ آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، چنانچہ امام اعمش رحمہ اللہ نے آپ سے کئی علمی سوالات کئے، آپ نے ان سب کے جواب دیئے، تو اماا اعمش نے آپ سے فرمایا کہ آپ نے یہ جوابات کن دلائل کی بناء پر دیئے؟ آپ نے فرمایا کہ آپ کی ہی روایات کردہ احادیث سے۔

یہ سن کر امام اعمش نے فرمایا کہ:

يا معشر الفقهاء أنتم الأطباء ونحن الصيادلة

---

[1] الربيع بن يونس يقول دخل أبو حنيفة يوما على المنصور وعنده عيسى بن موسى فقال للمنصور هذا عالم الدنيا اليوم فقال:له يا نعمان عمن أخذت العلم قال :عن أصحاب عمر عن عمر وعن أصحاب على عن على وعن أصحاب عبد الله عن عبد الله وما كان فى وقت بن عباس على وجه الأرض أعلم منه قال :لقد استوثقت لنفسك (تاريخ بغداد للخطيب البغدادى، ج٦، ص ٩٩، تحت حرف النون)

''اے فقہاء کی جماعت، آپ لوگ طبیب ہیں، اور ہم دوا فروش ہیں'' ۱؎

فقہ حنفیہ کے مشہور فقیہ و امام اور آپ کے شاگردِ رشید امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ایسے عالم کو نہیں دیکھا، جو حدیث کی تشریح اور اس کے فقہی اسرار و حکمتوں کو آپ سے زیادہ جانتا ہو، میں نے بعض مسائل میں آپ سے اختلاف کر کے ان میں غور کیا، تو ان میں بھی آپ کا مسلک ہی درست معلوم ہوا، میں بعض دفعہ فقہ کے مقابلے میں حدیث کی طرف مائل ہو جاتا تھا، مگر بعد میں معلوم ہوتا تھا کہ آپ صحیح حدیث کے بارے میں مجھ سے زیادہ بصیرت رکھتے ہیں۔ ۲؎

اور حسن بن صالح فرماتے ہیں کہ:

> امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ حدیث کے ناسخ و منسوخ کی جانچ میں بہت شدت سے کام لیتے تھے، اور حدیث کے روایتی و درایتی معیار کے مطابق جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے مل جاتی، اس پر عمل کرتے تھے، اور آپ اہلِ کوفہ کی احادیث و فقہ دونوں کو جانتے تھے، اور اپنے شہر کے تعامل کی بھی اتباع کرتے تھے، اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن و سنت دونوں کے ناسخ و منسوخ ہیں، اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل کے محافظ تھے کہ جس پر آپ کا وصال ہوا تھا، اور جو علماءِ کوفہ تک پہنچا تھا۔ ۳؎

حدیث کی روایت کے متعلق یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ:

''امام ابو حنیفہ (رحمہ اللہ) ثقہ آدمی ہیں، آپ صرف وہی حدیث بیان کرتے ہیں، جو آپ کو

۱؎ أخبرنا عبد الله بن محمد قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن عطية قال ثنا على بن معبد قال ثنا عبيد الله بن عمر قال كنا عند الأعمش وهو يسأل أبا حنيفة عن مسائل ويجيبه ابو حنيفة فيقول له الأعمش من أين لک هذا فيقول انت حدثتنا عن إبراهيم بكذا وحدثتنا عن الشعبى بكذا قال فكان الأعمش عند ذلک يقول يا معشر الفقهاء أنتم الأطباء ونحن الصيادلة (اخبار ابى حنيفة و صحابه للصيمرى، ص ۲۷)

۲؎ أخبرنا عمر قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد قال سمعت محمد بن سماعة يقول سمعت أبا يوسف يقول ما خالفت ابا حنيفة فى شىء قط فتدبرته إلا مذهبه الذى ذهب إليه أنجى فى الآخرة وكنت ربما ملت إلى الحديث وكان هو أبصر بالحديث الصحيح منى (اخبار ابى حنيفة و صحابه للصيمرى، ص ۲۵)

۳؎ الحسن بن صالح قال كان ابو حنيفة شديد الفحص عن الناسخ من الحديث والمنسوخ فيعمل بالحديث إذا ثبت عنده عن النبى صلى الله عليه وسلم وعن أصحابه وكان عارفا بحديث أهل الكوفة وفقه أهل الكوفة شديد الاتباع لما كان عليه الناس ببلده وقال كان يقول إن لكتاب الله ناسخا ومنسوخا وإن للحديث ناسخا ومنسوخا وكان حافظا لفعل رسول الله صلى الله عليه وسلم الأخير الذى قبض عليه مما وصل إلى أهل بلده (ايضاً، ص ۲۵)

یاد ہوتی، اور جو حدیث آپ کو یاد نہ ہوتی، وہ کبھی بیان نہیں کرتے"

اور اسی سے متعلق آپ کا اپنا بیان بھی ہے کہ:

"آدمی کو چاہئے کہ وہ صرف وہی حدیث بیان کرے کہ جس کو اس نے سماع کے وقت یاد کرلیا ہو" [1]

چنانچہ بعض کتابوں میں رُواۃ حدیث کی جرح وتعدیل کے متعلق آپ کے اپنے اقوال بھی بکثرت ملتے ہیں، جیسا کہ حدیث کے شیوخ میں سے عطاء بن ابی رباح کے متعلق آپ کا یہ قول پہلے گزر چکا ہے کہ:

ولا أفضل من عطاء بن أبی رباح (تهذيب التهذيب للعسقلانی، ج١٠، ص ٤٥١)

علمی ترقی کا ایک سبب

آپ کی علمی ترقی کا ایک بڑا سبب یہ بھی تھا کہ آپ کو بڑے بڑے اصحابِ کمال حضرات کی صحبتیں میسر آئیں، اور ان سے استفادہ کا موقع ملا، اور اس کے علاوہ جن جن شہروں میں آپ کو رہنے کا اتفاق ہوا مثلاً کوفہ، بصرہ، مکہ اور مدینہ، یہ سب وہ مقامات تھے کہ جہاں احادیث وفقہ کا علم ان شہروں کی فضاء میں سرایت کر چکا تھا، اور اپنے اپنے مقام پر یہ شہر فقہاء اور محدثین کا گھڑ تھے، علماء وفقہاء اور محدثین سے ملنے کا شوق بچپن سے ہی آپ کے اندر دل ودماغ کے اندر شامل تھا، چنانچہ جس بھی بزرگ ہستی سے آپ کی ملاقات ہوتی، آپ اس سے استفادہ کئے بغیر، یہ موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے، اور اسی وجہ سے آپ جہاں بھی جاتے استفادہ، ملاقات، شرفِ تلمذ اور مناظرہ کی غرض سے ایک بہت بڑا ہجوم ساتھ رہتا تھا۔

قلتِ روایت کی وجہ

فقیہ کے لئے محدّث ہونا ضروری ہے، جب تک اسے احادیث وآثار کا علم نہیں ہوگا، تب تک ان سے احکام ومسائل کا استنباط مشکل ہوگا، مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ ہر فقیہ تکثیرِ روایت کو اختیار کرے، کیونکہ روایات کو کثرت سے نقل کرنا یا ان کو جمع کرنا فقیہ کا کام نہیں ہوتا، یہ کام محدثین حضرات کا ہوتا ہے، کہ جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک حدیث کو امت تک پہنچانے کے لئے دور دراز کے سفر کئے، اور مشقت ومجاہدے کرکے ان کو جمع کیا۔

---

[1] يحيى بن معين يقول كان أبو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث إلا ما يحفظ ولا يحدث بما لا يحفظ (تاريخ بغداد للخطيب البغدادى، ج٦، ص ١٣٨، تحت حرف النون)

قال أبو يوسف، قال أبو حنيفة لا ينبغى للرجل أن يحدث من الحديث، إلا ما يحفظه من وقت ما سمعه (مناقب ابى حنيفة و صاحبيه للذهبى، ج ا، ص ١٠٢)

کیونکہ فقہ واجتہاد آپ (یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ) کا خاص فن تھا، اس لئے آپ احادیث کے بارے میں بڑی احتیاط سے لیتے تھے، صرف وہی احادیث لیا کرتے تھے، جو یا تو آپ کو سماع کے وقت سے یاد ہوتیں، یا جن کو آپ نے خود سنا ہوتا، اور روایت کے بجائے حدیث کی درایت کو ترجیح دیتے تھے، اسی وجہ سے آپ کی روایت کی ہوئی احادیث بظاہر بہت کم معلوم ہوتی ہیں، اور آپ کے حاسدین اور آپ سے تعصب وعناد رکھنے والوں نے اس بات کو پہاڑ بنا کر پیش کیا، جبکہ اس کے برخلاف دوسرے ائمۂ متبوعین و فقہائے کرام بھی احادیث کی روایت میں شدتِ احتیاط واہتمام کی وجہ سے قلیل الحدیث تھے، جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ کی احادیث کا مجموعہ، آپ کی کتاب صرف ''موطا امام مالک'' ہی ہے، جو کہ دوسری کتبِ حدیث کے مقابلہ میں مختصر کتاب ہے، اور آپ بھی حدیث کی روایت کے بارے میں انتہائی احتیاط سے کام لیا کرتے تھے، اور اور تکثیرِ روایت سے بھی پرہیز کیا کرتے تھے، جیسا کہ آپ کا یہ قول ''لا ادری'' اہلِ علم حضرات میں کافی مقبول ومشہور ہے۔

ٹھیک اسی طرح آپ (یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ) بھی حدیث کے بارے میں انتہائی احتیاط سے کام لیتے تھے، چونکہ آپ نے ''تحدیث'' کے بجائے ''تفقہ واجتہاد'' کو ترجیح دی، اور کتاب وسنت سے مسائل و احکام کے استخراج واستنباط کا طریقہ اختیار کیا، اس لئے آپ نے زیادہ تر ان ہی احادیث پر زور دیا کہ جن سے آپ استخراج واستنباط کا کام لیتے تھے۔

چنانچہ سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ جو لوگ آپ پر طعن وتشنیع کرتے ہیں (چاہے وہ کسی بھی وجہ سے ہو) ہم ایسے لوگوں کے بارے میں سکوت اختیار کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں۔

(ملخصاً از: مناقب ابی حنیفة و صاحبیه للذهبی، اخبار ابی حنیفة و اصحابه للصیمری، سیرت ائمہ اربعہ)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سند سے مندرجہ ذیل احادیث بھی ذخیرۂ احادیث میں موجود ہیں۔

ایمان والوں کو بُرائیوں کا بدلہ دنیا میں ملنا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ:

يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ الصَّلاحُ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ :(لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ يَعْمَلْ سُوءاً يُجْزَ بِهِ) فَكُلُّ سُوءٍ عَمِلْنَا جُزِينَا بِهِ ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :غَفَرَ اللهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ، أَلَسْتَ تَمْرَضُ؟ أَلَسْتَ تَنْصَبُ؟ أَلَسْتَ تَحْزَنُ؟ أَلَسْتَ تُصِيبُكَ اللَّأْوَاءُ؟ "قَالَ :بَلَى .قَالَ: "فَهُوَ مَا تُجْزَوْنَ بِهِ (مسند احمد، رقم الحديث ٦٨، ٦٩، ٧١) [1]

ترجمہ: اے اللہ کے رسول! اس آیت کے بعد کیا بہتری باقی رہ جاتی ہے (جس کا ترجمہ ہے کہ)" نہ تمہاری تمنائیں (جنت میں جانے کے لئے) کافی ہیں اور نہ اہلِ کتاب کی آرزوئیں، جو بھی بُرا عمل کرے گا، اسکی سزا پائے گا" تو کیا ہمیں ہر برے عمل کی سزا دی جائے گی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر! اللہ آپ کی بخشش فرمائے، کیا آپ بیمار نہیں ہوتے؟ کیا آپ پریشان نہیں ہوتے؟ کیا آپ غمگین نہیں ہوتے؟ کیا آپ کو رنج اور تکلیف نہیں پہنچتے؟ عرض کیا کہ کیوں نہیں! تو فرمایا کہ یہی تو بدلہ ہے (مسند احمد)

محدثین کے بقول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوال کا مطلب اعتراض کرنا نہیں تھا، بلکہ مقصد یہ تھا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں تو ہے کہ "جو بھی بُرا عمل کرے گا، اسکی سزا پائے گا"، تو جب ہر بُرائی کی سزا ملے گی، تو آخرت میں کامیابی کیسے حاصل ہو سکے گی؟ اس کے جواب میں یہ بتلایا گیا کہ دنیا میں مؤمن کا بیمار ہونا، پریشان ہونا، غمگین ہونا، ان بُرائیوں کا بدلہ بن جاتا ہے۔

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح بطرقه وشواهده، وهذا إسناد ضعيف (حاشيه مسند احمد)

اورحضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی مندرجہ ذیل روایت میں بُرائیوں کابدلہ دنیا میں دیے جانے کی وضاحت بھی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ فِي الدُّنْيَا (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳) ؎1

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوشخص برے اعمال کرے گا، تواسے دنیا میں ہی اس کابدلہ دیاجائے گا(مسنداحمد)

اس طرح کی احادیث دوسرے صحابۂ کرام سے بھی مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہیں۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُشَاكُ بِشَوْكَةٍ، فَمَا فَوْقَهَا، إِلَّا حَطَّتْ مِنْ خَطِيئَتِهِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۴۱۱۴) ؎2

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مسلمان بھی ایسانہیں کہ جسے کوئی کانٹاچُھبے، یااس سے بھی ہلکی تکلیف پہنچے، مگراس تکلیف سے اس کی خطاء مٹادی جاتی ہے(مسنداحمد)

اورحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ :(مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ) قَالَ :إِنَّا لَنُجْزَى بِكُلِّ عَمَلِنَا؟ هَلَكْنَا إِذًا .فَبَلَغَ ذَاكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ ": نَعَمْ، يُجْزَى بِهِ الْمُؤْمِنُونَ فِي الدُّنْيَا فِي مُصِيبَةٍ فِي جَسَدِهِ فِيمَا يُؤْذِيهِ "(مسند احمد، رقم الحدیث ۲۴۳۶۸) ؎3

ترجمہ: ایک آدمی نے یہ آیت تلاوت کی''جوشخص براکام کرے گا، اسے اس کابدلہ دیاجائے گا''تووہ کہنے لگا کہ اگرہمیں ہمارے ہرہرعمل کابدلہ دیاجائے گاتوہم توہلاک ہوجائیں گے، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کویہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ جی ہاں! البتہ ایمان والوں کودنیاہی میں مصیبت کی شکل میں جسمانی ایذاء کے ذریعہ اس کابدلہ دے دیاجاتاہے۔

؎1 قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح بطرقه وشواهده، وهذا إسناد ضعيف (حاشيه مسند احمد)

؎2 قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشيه مسند احمد)

؎3 قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف(حاشيه مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا نَزَلَتْ (مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ) بَلَغَتْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مَبْلَغًا شَدِيدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَارِبُوا، وَسَدِّدُوا، فَفِي كُلِّ مَا يُصَابُ بِهِ الْمُسْلِمُ كَفَّارَةٌ، حَتَّى النَّكْبَةِ يُنْكَبُهَا، أَوِ الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا (مسلم، رقم الحديث ۲۵۷۴)

ترجمہ: جب یہ آیت نازل ہوئی (جس کا ترجمہ ہے کہ) ''جو کوئی بھی کوئی برا عمل کرے گا تو اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا''، تو مسلمانوں کو اس سے بہت سخت پریشانی ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میانہ روی اور استقامت اختیار کرو، مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ جو اسے ٹھوکر لگتی ہے یا اسے کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو وہ بھی اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے (مسلم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ فَمَسِسْتُهُ، فَقُلْتُ :يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا؟ قَالَ " :أَجَلْ، إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ "، قُلْتُ :إِنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ؟ قَالَ " :نَعَمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، مَا عَلَى الْأَرْضِ مُسْلِمٌ يُصِيبُهُ أَذًى، مِنْ مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ، إِلَّا حَطَّ اللهُ عَنْهُ بِهِ خَطَايَاهُ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرُ وَرَقَهَا (مسند احمد، رقم الحديث ۳۶۱۸)[1]

ترجمہ: ایک مرتبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کو شدید بخار چڑھا ہوا تھا، میں نے ہاتھ لگا کر پوچھا اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو بھی ایسا شدید بخار ہوتا ہے؟ فرمایا کہ جی ہاں! مجھے تم میں سے دو آدمیوں کے برابر بخار ہوتا ہے، میں نے عرض کیا کہ پھر آپ کو اجر بھی دوہرا ملتا ہوگا؟ فرمایا کہ جی ہاں! اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، زمین پر کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ جسے کوئی تکلیف پہنچے، خواہ وہ بیماری ہو یا کچھ اور، مگر اللہ اس کی وجہ سے اس کے گناہ اسی طرح جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت سے اس کے پتے جھڑ جاتے ہیں (مسند احمد)

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشيه مسند احمد)

پیارے بچو! حافظ محمد ریحان

دو بہادر بچے

پیارے بچو! بہادر اور شیر بنو، کسی سے اللہ کے علاوہ مت ڈرو۔

دو بہادر بچے تھے، ان کا نام ''معاذ بن عفراء'' اور ''معوذ بن عفراء'' تھا۔

ایک دفعہ جنگ کا موقع تھا، جنگ مسلمانوں اور مکہ کے مشرکین کے درمیان تھی، مشرکین کے مقابلے میں مسلمان بہت تھوڑے اور کم تھے، جنگ میں سب بڑے تھے، مگر دو چھوٹے بچے جن کو جنگ میں آنے کی اجازت نہ تھی، پھر بھی شوق تھا، ان کے شوق کی رعایت کرتے ہوئے ان کو بارگاہِ رسالت سے لشکر میں شامل ہونے کی اجازت ملی۔

جنگ کی صفیں بن رہی تھیں، لوگ قطار در قطار ایک دوسرے سے مل مل کر کھڑے ہو رہے تھے، ایک صحابیٔ رسول جن کا نام حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہے، کسی صف میں کھڑے تھے، ان کے ساتھ وہی دو بچے بے تاب کھڑے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ ان میں سے ایک بچہ چھپ کر میرے سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا کہ اے چچا! کیا آپ کو پتہ ہے کہ ابوجہل کون ہے اور کہاں ہے؟ میں نے سنا ہے کہ وہ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکتا ہے، اور اسلام سے دشمنی رکھتا ہے۔

اس بچے کے کہنے کی دیر تھی کہ دوسرے بچے نے بھی یہی سوال دہرایا، اتنے میں ابوجہل دور سے کافروں کے لشکر میں نظر آیا، تو میں نے کہا کہ یہ دیکھو یہ ہے ابوجہل، یہ ہے جس کا تم پوچھ رہے تھے۔

پھر جب جنگ شروع ہوئی، مسلمانوں نے مشرکوں کی گردنیں اپنی تلواروں سے ناپنا شروع کر دیں، یہ دونوں ابوجہل کی گھات میں تھے، موقع پاتے ہی دونوں ابوجہل کی طرف جھپٹ پڑے، اور بالآخر دونوں نے اپنی تلواروں سے ابوجہل کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک ابوجہل (جو کہ مشرکینِ مکہ کا سرغنہ تھا) کے قتل کی خبر پہنچی، تو آپ نے فرمایا کہ کس نے اسے مارا؟ پتہ چلا کہ ان دو بچوں نے۔

اتنے میں دونوں کہنے لگے کہ میں نے اسے مارا ہے، میں نے اسے مارا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ تم نے اسے مارنے کے بعد اپنی تلواریں تو صاف نہیں کیں؟ دونوں بولے نہیں۔
فرمایا دکھاؤ! جب دکھائیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں نے اسے مارا ہے۔
دیکھو بچو! کتنے بہادر بچے تھے، بچے اور کم عمر ہوتے ہوئے بھی مشرکین کے سردار ابوجہل کو بچھاڑ دیا۔
آپ بھی اپنے اندر بہادری پیدا کرو، تاکہ دشمنانِ اسلام کو پتہ چلے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ اسلام پر تن من دھن لٹانے کو تیار ہے۔

اسلام کی فطرت کو قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا دبا دو گے

Idara Ghufran

بزمِ خواتین مولانا طلحہ مدثر

ازواج مطہرات کے نکاح (قسط1)

معزز خواتین! دین اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جو کسی خاص خطے، قوم، ملک، تہذیب، معاشرے یا علاقے کے ساتھ مخصوص نہیں ہے کہ اس میں صرف ایک مخصوص گروہ کے مزاج کی رعایت رکھی گئی ہو، یا معاشرے کے کسی خاص طبقے مثلا امراء یا بادشاہوں یا وڈیروں وجاگیرداروں کے مزاج کی رعایت رکھی گئی ہو بلکہ یہ تو ایک ایسا مذہب اور دین ہے جس میں ہر عبادت اور بندگی کے ہر طریقے کو معاشرے کے تمام مسلمانوں کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے آسان سے آسان تر بنایا گیا ہے تاکہ ہر مسلمان اس پر عمل کر سکے اور معاشرے میں کسی قسم کی تقسیم نہ ہو، نیز ہر عبادت کو رسوم ورواج اور تکلف وتصنعات سے پاک رکھا گیا ہے، اسکا اعلان خود قرآن مجید میں ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے

مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ(سورة المائده .رقم الآية ٦)

ترجمہ اللہ تم پر کوئی تنگی مسلط نہیں کرنا چاہتا۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہے

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ(سورة الحج .رقم الآية ٧٨)

ترجمہ: اس (اللہ) نے تم پر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا(سورة البقرة رقم الآية ٢٨٦)

ترجمہ: اللہ کسی بھی شخص کو اسکی وسعت سے زیادہ ذمہ داری نہیں سونپتا۔

نیز نبی علیہ السلام کی عادت مبارکہ بھی یہی تھی کہ مسلمانوں کی عبادات اور معاملات میں ہمیشہ آسانی اور یسر والے پہلو کو اختیار فرماتے تھے۔

چنانچہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ، قَالَ :بَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا، وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا(صحیح مسلم،رقم الحدیث

کتاب الجھاد والسیر)

ترجمہ:جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں سے کسی کو اپنے کسی کام کے لیے بھیجتے تھے تو یہ فرماتے تھے کہ تم (خودکو)اور دوسروں کو خوشخبری سناؤ اور متنفر نہ کرو،اور آسانی پیدا کرو مشکل پیدا نہ کرو(مسلم)

اسی طرح نبی علیہ السلام نے تراویح کی جماعت کو صرف اسی لیے ترک کردیا تھا کہ وہ مسلمانوں پر فرض نہ ہوجائے جسکی ادائیگی میں انکو دشواری ہو:

فَلَمَّا أَصْبَحَ، قَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَا زَالَ النَّاسُ يَنْتَظِرُونَكَ الْبَارِحَةَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ :أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ أَمْرُهُمْ، وَلَكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُكْتَبَ عَلَيْهِمْ "(مسند احمد،مُسْنَدُ الصِّدِّيقَةِ عَائِشَةَ بِنْتِ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا،رقم الحدیث ۲۵۹۵۴)

ترجمہ:جب صبح ہوگئی (اس رات نبی علیہ السلام نماز پڑھانے کے لیے تشریف نہیں لائے تھے)تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول!رات بھر لوگ آپ کے منتظر رہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے ان لوگوں کا معاملہ پوشیدہ نہ تھا لیکن مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں ان پہ فرض نہ کردی جائے (مسند احمد)

آسانی اور یسر کا پہلو دین کے تمام شعبوں میں نظر آئیگا،لیکن آج ہم نے اپنی لاعلمی اور شریعت سے دوری کی بناء پر دین کے بہت سے احکام کو اپنے لیے اتنا دشوار بنالیا ہے کہ انکو پورا کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے،اوران خودساختہ پابندیوں کی وجہ سے ان احکامات میں عبادت کی اصل روح اور مقصد یا تو بالکل فوت ہوگیا ہے یا کہیں دب کررہ گیا جس پر رسوم ورواج کی ملمع سازی پوری طرح سے چھا گئی ہے۔

ان عبادات میں سے جنکی اصل شکل وصورت کو ہم نے بگاڑ رکھا ہے ایک عبادت نکاح کی ہے،نکاح کرنا ہر فرد بشر کی ضرورت بھی ہے اور عبادت بھی۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لاَ نَجِدُ شَيْئًا، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ البَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ

(صحیح بخاری ،رقم الحدیث ۵۰۶۶،کتاب النکاح)

ترجمہ: ہم نبی علیہ السلام کے ساتھ جوانی کی حالت میں تھے ہمیں کچھ میسر نہیں تھا،تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے نوجوانو!تم میں سے جو بھی حقوق زوجیت ادا کرنے کی قدرت رکھتا ہو وہ نکاح ضرور کرے کیونکہ اس سے نگاہ میں غیرت آتی ہے اور شرمگاہ کی بھی حفاظت ہوتی ہے(بخاری)

اسی کے پیش نظر شریعت نے نکاح کو بہت آسان بنایا ہے،لیکن ہمارے معاشرے میں رسوم ورواج نے اس عبادت کو اتنا مشکل بنادیا ہے کہ اس سے بچنا کسی کے لیے آسان نہیں ہے، دیندار، دنیا دار، امیر، غریب تاجر، ملازم غرض ہر کوئی اس کے چکر میں پھنس کر رہ گیا ہے،ان پابندیوں کی وجہ سے غریب تو درکنار ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے شخص کو بھی شادی سے پہلے ہزار طرح کے جتن کرنے پڑتے ہیں،اور بیسیوں لڑکیاں گھر بیٹھی اپنے بالوں میں ابھرتی چاندی دیکھتی رہتی ہیں، ہزاروں نوجوان ادھیڑ عمر کو پہنچ جاتے ہیں۔

ویسے تو شادی بیاہ کے موقع پر بہت سی رسومات کو ضروری خیال کیا جاتا ہے لیکن ان رسموں میں سے سب سے خطرناک رسم جہیز کی ہے،جس کو پورا کرتے کرتے والدین کے کندھے تھک جاتے ہیں یا قرض کے بوجھ تلے دبتے جاتیں ہیں اپنی عزت نفس کو قربان کر کے طرح طرح کی رسوائیوں اور ذلتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے،اپنوں اور غیروں کے طعنے سہنے پڑتے ہیں،اس ذلت اور طعنوں کا سلسلہ یہیں تک بس نہیں ہوتا بلکہ اگر وہ اپنی بساط کے مطابق ساز وسامان دیکر اپنی بچی کو رخصت کر دیں لیکن لڑکے کے گھر والوں کی منہ مانگی خواہش اور مطالبے کو پورا نہ کر سکیں تو ذلت اور طعن وتشنیع کا یہ سلسلہ بیٹی کی طرف اپنا رخ کر لیتا ہے اور وہ ساری اذیتیں جو کل تک اس کے والدین بھگت رہے تھے آج اسکی جھولی میں آگرتی ہیں غرض ہر طرح کی پریشانی ہی پریشانی ہے۔

دوسری طرف لڑکے اچھی جگہ رشتے کی خاطر اپنا لائف سٹائل،سٹنڈر اور سٹیٹس اونچا کرنے کی دھن میں جت جاتے ہیں، صبح سے شام،شام سے رات تک اچھے کاروبار اچھی جاب کے لیے مارے مارے پھرتے ہیں، پھر کچھ تو ناکام ہو کر اپنی شادی کی فطری عمر کی حد کو پار کر لیتے ہیں اور کچھ کسی قدر کامیاب ہو جاتے ہیں،اس کامیابی کا ان پر یہ اثر ہوتا ہے کہ انکے ہمسفر کے انتخاب کا معیار آسمانوں کو چھونے لگتا ہے، جس میں متوسط طبقے یا مڈل کلاس گھرانے کی بچی یا درمیانے درجے کی شکل وصورت رکھنے والی لڑکی کا پورا اترنا ناممکن اور محال ہو جاتا ہے،اور انکے مطالبات بھی اپنے اچھے کاروبار اور اچھی جاب کی طرح معیاری ہونے لگتے ہیں۔

معزز خواتین! اس سارے فساد اور خرابی کی وجہ غیروں کے ساتھ رہن سہن کے ذریعہ دانستہ یا غیر دانستہ طور پر انکے عقائد، افکار اقدار، روایات اور ثقافت کا ہمارے اسلامی معاشرے میں سرایت کر جانا ہے، ہم نے اس حد تک غیروں کے طور طریقوں کو اپنے معاشرے میں سمولیا ہے کہ اب ہمیں یہ تمیز کرنا مشکل ہوگیا ہے کہ اپنے طور طریقے کونسے ہیں اور غیروں کے کونسے۔

اسکے برعکس اگر ہم ہر معاملے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام کی جماعت کی پیروی کرتے تو یقیناً ہمیں یہ الجھنیں اور پریشانیاں نہ ہوتیں جن کا آج ہم سامنا کر رہے ہے، ان رسومات سے جان چھڑانے کے لیے ضروری ہے کہ ہمیں اس بات کا علم ہو کہ نبی علیہ السلام کے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ نکاح میں کتنی سادگی تھی، اور نبی علیہ السلام کی اپنی بیٹیاں کس طرح سے رخصت ہوئیں تھیں تاکہ ہم بھی انکی اتباع کر کے اپنے نکاح وشادی کو آسان بنا سکیں۔

گذشتہ سطور سے یہ ہرگز مت سمجھا جائے کہ دین اسلام میں شادی بیاہ کے موقع پر کسی قسم کی خوشی کا اظہار کرنا یا زیب وزینت کرنا ناجائز ہے ایسا ہرگز نہیں ہے، بحث تو ان رسومات میں ہے جو ناجائز ہیں، جواز کی حد میں رہتے ہوئے خوشی کا اظہار کرنا یا تفریح کرنا شریعت کی نظر میں بالکل معیوب نہیں ہے (جاری ہے......)

Idara Ghufran

رمضان المبارک کا پہلے سے اہتمام کرنے کا حکم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَفَّظُ مِنْ هِلَالِ شَعْبَانَ مَا لَا يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهٖ، ثُمَّ يَصُوْمُ رَمَضَانَ لِرُؤْيَتِهٖ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْهِ عَدَّ ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ صَامَ .

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے چاند (اوراس مہینے کی تاریخوں) کی حفاظت کا جتنا اہتمام کرتے تھے، اتنا اہتمام کسی اور مہینے کے چاند کا نہیں کرتے تھے، پھر رمضان کا چاند دیکھ کر (رمضان کے) روزے رکھتے تھے، اور اگر (۲۹/شعبان کو) چاند دکھائی نہ دیتا تو تیس (شعبان کے) دن پورے کرتے، پھر (رمضان کے) روزے رکھتے تھے (دارقطنی، 2149)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے اہتمام کی وجہ سے شعبان کا چاند دیکھنے اوراس کی تاریخیں یاد رکھنے کا خاص اہتمام فرماتے تھے، کیونکہ اس کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں رمضان کا حساب کرنے میں غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے، اور بعض اوقات کئی فتنے اور خرابیاں لازم آجاتی ہیں، ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ شعبان کا مہینہ شروع ہوتے ہی رمضان کی تیاری شروع کر دینی چاہیے، شعبان کیونکہ رمضان کے مہینے کا مقدمہ اور تمہید ہے، اس لئے شعبان میں نفل روزہ، تلاوت وغیرہ کا اہتمام کر کے رمضان کی تیاری مستحب ہے۔

رمضان اور شوال کے روزوں سے متعلق اہتمام کا حکم

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا تُقَدِّمُوْا الشَّهْرَ بِصِيَامِ يَوْمٍ، وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ شَيْءٌ يَصُوْمُهُ أَحَدُكُمْ، وَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ، ثُمَّ صُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ، فَإِنْ حَالَ دُوْنَهُ غَمَامَةٌ، فَأَتِمُّوْا الْعِدَّةَ ثَلاثِيْنَ، ثُمَّ أَفْطِرُوْا (ابوداؤد 2327)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم رمضان کے مہینے کو ایک اور دو دن پہلے (روزہ رکھ کر شروع) نہ کرو، مگر یہ کہ تم میں سے کسی کا اس دن (نفلی) روزہ رکھنے کا معمول ہو (اور یہ دن اتفاق سے انتیس یا تیس شعبان کو واقع ہو رہا ہو) اور تم اُس وقت تک (رمضان کا) روزہ نہ رکھو، جب تک کہ تم چاند کو نہ دیکھ لو، پھر تم (رمضان کے) روزے رکھتے رہو، یہاں تک کہ تم (شوال کا) چاند نہ دیکھ لو، پھر اگر چاند کے درمیان اَبر حائل ہو جائے، تو تم (مہینے کے) تیس دنوں کی تعداد پوری کر لو، پھر تم افطار کرو (یعنی عید مناؤ)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان کے مہینہ میں کمی وزیادتی کرنا شرعاً جائز نہیں، اوراسی طرح شوال کے مہینہ میں بھی اس طرح کی کمی وبیشی کرنا ممنوع ہے، اوراس سلسلہ میں شرعی اصولوں اور ملکی قوانین کی اتباع کرنا واجب ہے۔

بغض وعداوت اور کینہ ایمان ودین دونوں کو کھوکھلا کر دیتی ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تَدْخُلُوْا الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُسْلِمُوْا، وَلَا تُسْلِمُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا، وأَفْشُوا السَّلَام تَحَابُّوْا، وإِیَّاکُمْ والْبُغْضَۃَ، فَإِنَّھَا ھِیَ الْحَالِقَۃُ لَا أَقُوْلُ لَکُمْ تَحْلِقُ الشَّعَرَ، وَلٰکِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ.

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم جنت میں داخل نہیں ہوگے، یہاں تک کہ تم مسلمان نہ ہوجاؤ، اور تم مسلمان نہیں ہوگے، یہاں تک کہ آپس میں محبت نہ کرو، اور تم سلام کو عام کرو، جس سے تمہارے درمیان محبت ہوگی، اور بغض سے بچو، کیونکہ یہ مونڈنے والی چیز ہے، میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ یہ بالوں کو مونڈتی ہے، بلکہ یہ دین کو مونڈتی ہے (الادب المفرد للبخاری، 260)

معلوم ہوا کہ بغض دنیا اور آخرت کے اعتبار سے تباہ کُن چیز ہے، اور جس فرد یا قوم میں یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے، اس کی دنیا وآخرت کی تباہی وبربادی کا باعث بنتا ہے، خلاصہ یہ کہ کسی مسلمان کی طرف سے دل میں کینہ اور بُغض نہیں رکھنا چاہئے اور اگر کسی سے قصور ہوگیا ہو تو اُس کا قصور معاف کر دینا چاہئے اور اُس سے میل جول اور سلام وکلام شروع کر دینا چاہئے، آج کل کینہ اور بُغض وعداوت عام ہے، اور رمضان المبارک کی آمد سے پہلے اس قسم کے گناہوں سے معافی تلافی کرالینی چاہئے، تاکہ رمضان المبارک کی برکات و ثمرات پوری طرح حاصل ہوسکیں۔

رمضان المبارک کی نمایاں خصوصیات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ جَاءَ كُمْ رَمَضَانُ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ، افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، تُفَتَّحُ فِيْهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُغَلَّقُ فِيْهِ أَبْوَابُ الْجَحِيْمِ، وَتُغَلُّ فِيْهِ الشَّيَاطِيْنُ، فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا، فَقَدْ حُرِمَ.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس رمضان کا بابرکت مہینہ آچکا ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے روزے فرض کئے ہیں، اس مہینہ میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جہنّم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور اس مہینہ میں شیاطین کو قید کردیا جاتا ہے، اس مہینہ میں ایک رات (یعنی لیلۃ القدر) ایسی ہے جو کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس رات کی خیر (کو حاصل کرنے) سے محروم ہوگیا تو وہ پورا محروم ہے (مسند احمد، 7148)

اس حدیث سے رمضان کے مہینے کی یہ خصوصیت معلوم ہوئی کہ اس مہینے میں جنت کے تمام دروازے کھلے ہوئے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کی بارش برستی ہے، اور جہنم کے تمام دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، اور شیاطین کو قید کردیا جاتا ہے، لہٰذا اس بابرکت اور بارحمت مہینے اور اس کے ہر لمحہ کی قدر کرنی چاہئے، اور لیلۃ القدر کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق (قسط1)

جمعہ مبارکہ کے دن کے قرآن وسنت میں عظیم الشان فضائل آئے ہیں، جمعہ کے دن کو احادیث میں ہفتہ کی عید قرار دیا گیا ہے، اور جمعہ کی نماز کے بھی مختلف فضائل آئے ہیں، اس قسم کے موضوعات پر بندہ نے اپنی مفصّل ومدلّل کتاب ''جمعہ مبارکہ کے فضائل واحکام'' میں تفصیل بیان کردی ہے۔

جمعہ مبارکہ کے دن میں ایک عظیم عمل درود شریف کثرت سے پڑھنے کا بھی ہے، جس کا کئی معتبر ومستند احادیث وروایات میں ذکر آیا ہے، لیکن جمعہ کے دن درود پڑھنے اور خاص تعداد میں پڑھنے سے متعلق بعض احادیث وروایات، موضوع، یا شدید ضعیف یا پھر ضعیف درجہ کی بھی آئی ہیں، جن کی اسناد کی تحقیق نہ ہونے اور مزید براں ان احادیث وروایات اور ان کے ضمن میں پائے جانے والے فضائل کے مشہور ہونے کی وجہ سے متعدد غلط فہمیاں معاشرہ میں پائی جاتی ہیں، جن کے ازالہ کے لئے بندہ نے مختصر ومجمل کلام اپنی تالیف ''جمعہ مبارکہ کے فضائل واحکام'' اور ''درود وسلام کے فضائل واحکام'' میں کیا ہے، مگر بعض حضرات کی طرف سے اس مسئلہ پر کچھ تفصیل سے لکھنے کی خواہش ظاہر کی گئی، جس کے پیشِ نظر بندہ نے یہ آنے والا مضمون تحریر کیا ہے، اور اس کو''جمعہ کے دن درود پڑھنے کی تحقیق'' کے عنوان سے موسوم کیا ہے۔محمد رضوان۔

سوال

جمعہ کے دن مخصوص تعداد میں درود شریف پڑھنے سے متعلق اور خاص کر جمعہ کے دن عصر کے بعد اُسی جگہ بیٹھ کر درود شریف پڑھنے کی فضیلت سے متعلق جو احادیث وروایات آئی ہیں، آج کل ان پر ہمارے یہاں بحث چلی ہوئی ہے، بعض حضرات عصر کے بعد اُسی جگہ بیٹھے بیٹھے اسّی (80) مرتبہ مخصوص درود پڑھنے پر بہت زیادہ زور دیتے ہیں، اور وہ بعض بزرگوں کی کتابوں میں اس درود کے منقول ہونے کی وجہ سے اس درود اور اس کی فضیلت کو چھاپ کر لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں، اور اس کی وجہ سے اسّی (80) سال کے گناہ معاف ہونے اور اسّی (80) سال کی نیکیاں حاصل ہونے کا احادیث وسنت سے ثبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

جبکہ بعض حضرات اس درود اور جمعہ کے دن عصر کے بعد اس کے اسّی (80) مرتبہ پڑھنے کی مذکورہ فضیلت والی احادیث کو سند کے اعتبار سے کمزور اور ضعیف قرار دیتے ہیں، آپ نے اپنی کتاب ''درود وسلام کے فضائل واحکام'' میں اس طرح کی روایات کو ضعیف لکھا ہے، اور اس پر عمل کو سنت سمجھنے سے بچنے کا ذکر کیا ہے۔

اس سلسلہ میں جناب سے مزید تحقیق کی درخواست ہے، امید ہے کہ غیر جانبداری کے ساتھ مفصل تحقیق سے سرفراز فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس سلسلہ میں بندہ کی غیر جانبدارانہ تحقیق پہلے بھی مختصر انداز میں ’’درود وسلام کے فضائل واحکام‘‘ نامی کتاب کے تازہ ایڈیشن میں شائع ہوچکی ہے، جس پر بندہ کو اطمینان ہے، اب دوبارہ جناب کی خواہش پر اس کی مزید تحقیق وتوضیح کی گئی، جو ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف پڑھنے سے متعلق احادیث

یوں تو عام حالات واوقات میں اور کسی بھی دن درود شریف پڑھنا افضل عبادت ہے، جس کے ایک مرتبہ پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، اس کے علاوہ بھی درود شریف کے مختلف فضائل اور فوائد کا معتبر احادیث وروایات میں ذکر آیا ہے، جن کا بندہ نے اپنی کتاب ’’دُرود وسلام کے فضائل واحکام‘‘ میں ذکر کردیا ہے، البتہ جمعہ مبارکہ کا دن کئی اعتبار سے ہفتہ بھر کے دوسرے دنوں کے مقابلہ میں افضل ومقبول ترین دن ہے، اور مبارک زمانہ کی عبادت کا اجر وثواب بھی زیادہ ہوتا ہے، اس لئے کئی معتبر ومستند احادیث وروایات میں خاص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں درود شریف پڑھنے بلکہ کثرت سے درود شریف پڑھنے کا حکم آیا ہے، البتہ اس سلسلہ میں بعض احادیث سند کے اعتبار سے ضعیف یا غیر معتبر بھی ہیں۔

پہلے اس طرح کی احادیث وروایات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيْهِ قُبِضَ، وَفِيْهِ النَّفْخَةُ، وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ (ابو داؤد) [1]

---

[1] رقم الحديث ١٠٤٧، كتاب الصلاة، ابواب الجمعة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة؛ ابنِ ماجه، رقم الحديث ١٠٨٥؛ مسند احمد، رقم الحديث ١٦١٦٢.

قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، وهذا إسناد رجاله ثقات (حاشية ابى داؤد)

وقال ايضاً: إسناده صحيح، رجاله رجال الصحيح، غير صحابيه فمن رجال أصحاب السنن (حاشية مسند احمد)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے، اسی دن حضرت آدم کو پیدا کیا گیا، اور اسی دن اِن کی روح قبض کی گئی، اور اسی دن (قیامت قائم ہونے کے لئے) صور پھونکا جائے گا، اور اسی دن قیامت قائم ہوگی، پس تم اس دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو (ابوداؤد، ابنِ ماجہ، مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن، ہفتہ بھر کے دوسرے دنوں سے افضل ہے، اور اس دن بڑے بڑے اہم کام، اللہ ربُّ العزت کی طرف سے انجام دیئے گئے، اور آئندہ بھی انجام دیئے جائیں گے، ان گوناگوں خصوصیات وصفات کی وجہ سے جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف پڑھنے کا حکم ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: أَکْثِرُوْا الصَّلَاۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ، فَإِنَّہٗ مَشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلَائِکَۃُ (سنن ابن ماجه) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ یہ یومِ مشہود ہے، جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں (ابنِ ماجہ)

جمعہ کے دن فرشتے حاضر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جمعہ کے دن کی خاص فضیلت واہمیت کی وجہ سے بندوں کے نیک اعمال کو لکھنے کے لئے مخصوص فرشتے حاضر ہوتے ہیں، اور اس دن کا درود شریف خاص فضیلت اور قبولیت کا درجہ رکھتا ہے، ورنہ فرشتے تو دوسرے دنوں میں بھی صبح وشام

---

[1] رقم الحديث ١٦٣٧، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه -صلى الله عليه وسلم.

قال المنذرى: رواه ابن ماجه بإسناد جيد (الترغيب والترهيب، رقم الحديث ٢٥٨٢، كتاب الذكر والدعاء الترغيب فى الإكثار من ذكر الله سرا وجهرا)

وقال ابن الملقن: وإسناده حسن(البدر المنير، ج٥ ص٢٨٨، كتاب الجنائز، الحديث السادس بعد الخمسين)

وقال العجلونى: رواه ابن ماجه بإسناد جيد عن أبى الدرداء (كشف الخفاء، ج١ ص١٨٩، تحت رقم الحديث ٥٠١، حرف الهمزة مع الكاف)

قال الدكتورسعد بن ناصر بن عبد العزيز الشّثرى: ذكره المنذرى فى الترغيب(٢/٥٠٢)، ثم قال :
رواه ابن ماجه بإسناد جيد. وقال البوصيرى فى مصباح الزجاجة(١/٢٩٤)هذا إسناد رجاله ثقات، إلّا أنه منقطع فى موضعين، عُبادة بن نُسَىّ روايته عن أبى الدرداء مرسلة، قاله العلاء، وزيد بن أيمن عن عُبادة بن نُسَىّ مرسلة، قاله البخاریُّ. قلت :وزيد بن أيمن هذا مقبول(تخريج المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية للعسقلانى، ج١٣ ص٨٠٣، كتاب الاذكار والدعوات، باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم)

وغیرہ کے اوقات میں حاضر ہوتے ہیں۔ ۱؎

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَکْثِرُوْا الصَّلَاۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَلَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ فَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا (السنن الکبریٰ للبیہقی) ۲؎

۱؎ "أكثروا من الصلاة على فى يوم الجمعة فإنه يوم مشهود تشهده الملائكة، وإن أحدا لن يصلى على إلا عرضت على صلاته حتى يفرغ منها"، (هـ) عن أبى الدرداء .

(أكثروا من الصلاة على يوم الجمعة فإنه يوم مشهود) قد فسر هذه الشهادة قوله (تشهده) تحضره. (الملائكة) والمراد من شهودها إياه تعظيمها له وحضورها فى مواقف طاعاته(التنوير شرح الجامع الصغير للصنعانى، تحت رقم الحديث ١٣٩٧)

۲؎ رقم الحديث ٦٢٠٧،كتاب الجمعة، باب ما يؤمر به فى ليلة الجمعة ويومها من كثرة الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم.

قال المنذرى: رواه الطبرانى عن أبى ظلال عنه وأبو ظلال وثق ولا يضر فى المتابعات (الترغيب و الترهيب، تحت رقم الحديث ٢٥٦٨)

وقال ابن الملقن: رواه البيهقى بإسناد جيد (تحفة المحتاج الى ادلة المنهاج، تحت رقم الحديث ٦٦٤)

وقال أبو عبد الرحمن عبد الله بن صالح العبيلان: وهذان وإن كانا ضعيفين، فيصلحان للاستشهاد (رَدُّ الجَمِيلِ فِي الذَّبِّ عَن إرواء الغليل وَهُوَ رَدٌّ عَلَى كِتَابِ مُسْتَدْرَك التَّعْلِيل ، ج ا ، ص ٨٠،الحديث الاول)

و قال الالبانى: أكثروا الصلاة على يوم الجمعة وليلة الجمعة، فمن صلى على صلاة صلى الله عليه عشرا ." البيهقى فى "سننه (٣/٢٤٩) "عن عبد الرحمن بن سلام أنبأنا إبراهيم بن طهمان عن أبى إسحاق عن أنس مرفوعا .

وقال الذهبى فى "مختصره(١/١٤٧/٢) "إسناده صالح ." قلت :كلا، فإن أبا إسحاق وهو السبيعى كان اختلط، ثم هو مدلس وقد عنعنه. وله طريق أخرى يرويها درست بن زياد القشيرى عن يزيد الرقاشى عن أنس مرفوعا بلفظ " :أكثروا على من الصلاة فى يوم الجمعة وليلة الجمعة، فمن فعل ذلك كنت له شهيدا أو شافعا يوم القيامة ."أخرجه ابن عدى(٢/١٢٩) فى ترجمة درست هذا وقال " :أرجو أنه لا بأس به ."وقال الحافظ فى "التقريب " :"ضعيف " .

قلت :والرقاشى ضعيف أيضا .ومن هذا الوجه رواه البيهقى فى "الشعب "كما فى "المناوى ."وروى مرسلا مختصرا بلفظ " :إذا كان يوم الجمعة وليلة الجمعة فأكثروا الصلاة على ."أخرجه الشافعى (رقم ٤٣١) أخبرنا إبراهيم بن محمد :أخبرنى صفوان ابن سليم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : فذكره. وإبراهيم هذا هو ابن يحيى الأسلمى متروك .ولهذا شاهد من حديث عمر مرفوعا بسند ضعيف ذكره السخاوى فى "القول البديع "(ص- ١٢٠ هند) . وأورده ابن أبى حاتم فى "العلل(١/٢٠٥)"من طريق سعيد بن بشير عن قتادة عن أنس مرفوعا به دون قوله " :وليلة الجمعة " ....وقال " :قال أبى :هذا حديث منكر بهذا الإسناد،وبالجملة فالحديث بهذا الطرق حسن على أقل الدرجات، وهو صحيح بدون ذكر ليلة الجمعة،انظر:تخريج مشكاة المصباح(١٣٦١)(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ١٤٠٧)

Idara Ghufran

ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر تم جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں کثرت سے درود پڑھا کرو، پس جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا (بیہقی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: أَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلَاۃِ فِیْ کُلِّ یَوْمِ جُمُعَۃٍ (شعب الایمان للبیہقی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہر جمعہ کے دن میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو (بیہقی)

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : أَکْثِرُوْا عَلَیَّ الصَّلَاۃَ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ (مستدرک حاکم) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو (حاکم)

---

[1] رقم الحدیث ۲۷۷۰،باب فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الجمعۃ ویومھا الخ ، السنن الکبریٰ للبیہقی ۶۲۰۸.

قال أبو عبد الرحمن عبد اللہ بن صالح العبیلان: وھذان وإن کانا ضعیفین، فیصلحان للاستشھاد (رَدُّ الجَمِیلِ فِی الذَّبِّ عَن إرواء الغلیل وَھُوَ رَدٌّ عَلَی کِتَابِ مُستَدرک التَّعلِیل ، ج۱، ص ۸۰،الحدیث الاول)

وقال المنذری:رواہ البیہقی بإسناد حسن إلا أن مکحولا قیل لم یسمع من أبی أمامۃ (الترغیب والترھیب تحت حدیث رقم ۲۵۸۳، کتاب الذکر والدعاء)

وقال الالبانی:حسن لغیرہ(صحیح الترغیب والترھیب، تحت رقم الحدیث ۱۶۷۳)

[2] رقم الحدیث ۳۵۷۷، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الاحزاب.

قال الحاکم:ھذا حدیث صحیح الاسناد ، فان ابا رافع ھذا ھو اسماعیل بن رافع ولم یخرجاہ.

وقال الذھبی فی التلخیص:إسماعیل بن رافع أبو رافع ضعفوہ.

وقال الالبانی:ولطرفہ الأول شاھد من روایۃ أبی رافع عن سعید المقبری عن أبی مسعود، الأنصاری مرفوعا بہ .أخرجہ الحاکم(۲/۴۲۱)وقال " :صحیح الإسناد، فإن أبا رافع ھذا ھو إسماعیل بن رافع ." وردہ الذھبی بقولہ " :قلت :ضعفوہ ."

قلت :لکنہ فی الشواھد لا بأس بہ، فإنہ غیر متھم فی صدقہ، وقد أشار إلی ھذا الحافظ بقولہ فی "التقریب " "ضعیف الحفظ ."ولہ شاھد آخر من حدیث أنس بن مالک رضی اللہ عنہ، تقدم تخریجہ فی المجلد الثالث برقم(۱۴۰۷)(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، تحت رقم الحدیث ۱۵۲۷)

Idara Ghufran

مذکورہ معتبر و مستند احادیث وروایات سے جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں کسی خاص تعداد اور وقت کی تعیین کے بغیر کثرت سے درود شریف پڑھنے کا حکم اور اس کی فضیلت وترغیب معلوم ہوئی۔

جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کا اور احادیث وروایات میں بھی ذکر آیا ہے۔

البتہ ان میں سے بعض احادیث وروایات کی سندوں میں ضعف پایا جاتا ہے، اور بعض روایات سند کے اعتبار سے شدید ضعیف اور غیر معتبر بھی ہیں، مگر ان کی وجہ سے جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے اور کثرت سے درود شریف پڑھنے کی فضیلت پر اثر نہیں پڑتا، کیونکہ جمعہ کے دن درود شریف کثرت کے ساتھ پڑھنے کی خاص فضیلت ومقبولیت صحیح وقوی اور معتبر احادیث سے ثابت ہے، جیسا کہ ما قبل میں گزرا۔ [1]

---

[1] حدثنا هشيم ، قال :أخبرنا أبو حرة ، عن الحسن ، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :أكثروا الصلاة على يوم الجمعة ، فإنها معروضة على (مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث ٨٧٩٢)

أخبرنا أبو سعد المالينى، حدثنا أبو أحمد بن عدى، حدثنا محمد بن على بن سهل المروزى، وأخبرنا أبو عبد الله الحافظ، حدثنى أبو طاهر محمد بن الحسين المحمدآباذى، حدثنا محمد بن على المروزى، بجرجان، حدثنا يحيى بن يحيى، حدثنا درست بن زياد القشيرى، عن يزيد الرقاشى، عن أنس، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :أكثروا على الصلاة فى يوم الجمعة، وليلة الجمعة، فمن فعل ذلک كنت له شهيدا، أو شافعا يوم القيامة "(شعب الايمان للبيهقى ،رقم الحديث ٢٧٧١ ،كتاب الصلاة،باب فضل الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم ليلة الجمعة ويومها)

حدثنا إسماعيل بن موسى الحاسب، حدثنا جبارة، حدثنا أبو إسحاق الحميسى عن يزيد الرقاشى، عن أنس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أكثروا الصلاة على يوم الجمعة فإن صلاتكم تعرض على .....قال ابن عدى وهذه الأحاديث عن يزيد الرقاشى، عن أنس وإن كان يزيد فيه كلام فإنها ليست بمحفوظة وما أظنه يرويها عنه غير أبى إسحاق الحميسى (الكامل فى ضعفاء الرجال، ج٣، ص ٥٣١، تحت الترجمة خازم بن الحسين أبو إسحاق الحميسى كوفى)

حدثنا محمد بن على بن سهل المروزى، حدثنا يحيى بن يحيى، حدثنا درست بن زياد القشيرى عن يزيد الرقاشى، عن أنس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أكثروا على من الصلاة فى يوم الجمعة وليلة الجمعة فمن فعل ذلک كنت له شهيدا وشافعا يوم القيامة...........قال ابن عدى وهذه الأحاديث لدرست عن يزيد الرقاشى، عن أنس فيما ينفرد به درست عن يزيد ومنها ما قد شورک فيه ولدرست غير هذه الأحاديث عن يزيد وعن غيره قليل وأرجو أنه لا بأس به(الكامل فى ضعفاء الرجال لابنِ عدى، ج٣ص٥٧٧، ٥٧٨، ملخصاً، تحت ترجمة درست بن زياد العنبرى، رقم الترجمة ٦٣٦)

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، حدثنى أبو بكر بن أبى دارم، ح وأخبرنا أبو زكريا بن أبى إسحاق، أخبرنا أبو بكر بن أبى دارم، حدثنا المنذر بن محمد، حدثنا أبى، حدثنا إسماعيل بن أبان الأزدى، حدثنى عمرو وهو ابن شمر، عن محمد بن سوقة، عن عامر الشعبى، عن ابن عباس، قال :سمعت نبيكم صلى الله عليه وسلم يقول " :أكثروا الصلاة على نبيكم فى الليلة الغراء ، واليوم الأزهر ليلة الجمعة، ويوم الجمعة "وفى رواية

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

یہ بات ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن جو درود شریف پڑھا جاتا ہے، وہ دوسرے دنوں کی طرح ہی زیادہ قبولیت کے ساتھ فرشتوں کے واسطے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پیش کیا جاتا ہے، لہٰذا یہ سمجھنا کہ درود شریف صرف جمعہ کے دن پیش کیا جاتا ہے، یا یہ کہ جمعہ کے دن کسی بھی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أبی عبد الله سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول :هذا إسناد ضعيف بمرة(شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ٢٧٧٢)

عن عبد العزيز بن أحمد أنا تمام ابن محمد اخبرنى أبو الفتح مظفر بن برهان نا محمد بن منصور الأسوارى نا أحمد بن زيد الفزارى نا محمد بن نجيح نا ربعى بن شداد نا ابن أبى مليكة عن أبى بكر الصديق عن النبى (صلى الله عليه وسلم) قال ليس عند الله يوم ولا ليلة تعدل الليلة الغراء واليوم الأزهر يعنى ليلة الجمعة ويوم الجمعة(تاريخِ دمشق لابنِ عساكر، ج٥٨ ص ٣٧٤، حرف الميم)

حدثنا الحكم بن عبد الله حدثنى القاسم عن عائشة قالت قال أصحاب النبى (صلى الله عليه وسلم) يا رسول الله أمرنا أن نكثر الصلاة عليك فى الليلة الغراء واليوم الأزهر وأحب ما صلينا عليك كما تحب قال قولوا اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وآل إبراهيم وارحم محمدا وآل محمد كما رحمت إبراهيم وآل إبراهيم وبارك على محمد وآل محمد كما باركت على إبراهيم وآل إبراهيم إنك حميد مجيد وأما السلام فقد عرفتم كيف هو(تاريخِ دمشق لابنِ عساكر، ج٥٣ ص ٣٠٩، حرف الميم)

حديث "أكثروا على من الصلاة فى الليلة الغراء واليوم الأزهر"

أخرجه الطبرانى فى الأوسط من حديث أبى هريرة وفيه عبد المنعم بن بشير ضعفه ابن معين وابن حبان (تخريج احاديث الاحياء،تحت رقم الحديث ٢١٨)

ومنها ما رواه ابن وهب عن يونس، عن ابن شهاب أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :(أكثروا على من الصلاة فى الليلة الغراء واليوم الأزهر، فإنهما يؤديان عنكم، وإن الأرض لا تأكل أجساد الأنبياء ، وكل ابن آدم يأكله التراب إلا عجب الذنب، ورواه عمارة بن غزية عن ابن شهاب بنحوه وهو مرسل(الصارم المنكى فى الرد على السبكى لابن عبدالهادى ، ج ١ ص ٢١١، الباب الثانى، فصل :فى علم النبى صلى الله عليه وسلم بمن يسلم عليه)

(ابن عساكر عن الحكم بن عبد الله عن القاسم عن عائشة) قالت" :قالوا يا رسول الله أمرنا أن نكثر الصلاة عليك فى الليلة الغراء ، واليوم الأزهر وأحب ما صلينا عليك كما تحب قال :فذكره والحكم كذاب وقال أحمد أحاديثه كلها موضوعة(كنز العمال، ج ١ ص ٤٩٦، تحت رقم الحديث ٢١٨٧)

أخبرنا أبو سعيد قال :حدثنا أبو العباس قال :أخبرنا الربيع قال :أخبرنا الشافعى قال :بلغنا عن عبد الله بن أبى أوفى، أن النبى صلى الله عليه وسلم قال :أكثروا الصلاة على فى يوم الجمعة، فإنى أبلغ وأسمع(معرفة السنن والآثار للبيهقى، رقم الحديث ٦٦٧١)

أخبرنا أبو زكريا، وأبو بكر قالا :حدثنا أبو العباس قال :أخبرنا الربيع قال :أخبرنا الشافعى قال :أخبرنا إبراهيم بن محمد قال :أخبرنا صفوان بن سليم، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :إذا كان يوم الجمعة وليلة الجمعة، فأكثروا الصلاة على(معرفة السنن والآثار للبيهقى، رقم الحديث ٦٦٧٦)

جگہ پڑھا ہوا درود، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دنوں کے مقابلہ میں براہِ راست سماعت فرماتے ہیں، یہ غلط نظریہ ہے، کیونکہ کسی معتبر حدیث میں جمعہ کے دن کے حوالہ سے اس طرح کی قید ثابت نہیں۔ [1]

اور کیونکہ مذکورہ معتبر ومستند احادیث میں جمعہ کے دن درودشریف پڑھنے کا ذکر بغیر کسی وقت اور بغیر کسی خاص درود کے صیغہ اور بغیر کسی تعداد کی قید کے مذکور ہے، اور معتبر ومستند احادیث میں جمعہ کے دن کسی تعداد کا ذکر کیے بغیر درودشریف کی تکثیر کا حکم مذکور ہے، اور اکثر احادیث میں جمعہ کے دن کا ذکر ہے، جبکہ بعض روایات میں جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کا ذکر ہے۔

تو ان احادیث کے عموم سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے جمعہ کے دن بلکہ شبِ جمعہ میں کسی بھی وقت کوئی سا بھی مسنون درودشریف پڑھنے سے ان شاءاللہ تعالیٰ فضیلت حاصل ہوجائے گی۔ [2]

اور کثرت سے درودشریف پڑھنے کی مقدار ہر شخص کی حیثیت اور فرصت کے مطابق ہوگی، مصروف، کمزور اور معذور شخص کے لئے ہمت کرکے اور وقت نکال کر چند مرتبہ درود پڑھ لینا بھی کثرت میں داخل ہوسکتا ہے، جبکہ فارغ اور طاقت ور شخص کے حق میں اس سے زیادہ مقدار میں پڑھنا ہی کثرت میں داخل ہوگا، اور اخلاص کے کم یا زیادہ ہونے سے بھی قبولیت پر اثر پڑے گا، نہ سب کے لئے ایک مخصوص تعداد کی پابندی ہے کہ اس سے کم تعداد میں پڑھنے کے نتیجہ میں وہ فضیلت سے محروم ہو، اسی وجہ سے معتبر احادیث میں جمعہ کے دن کثرت سے درودشریف پڑھنے کا تو حکم دیا گیا، لیکن کسی خاص تعداد میں پڑھنے کا حکم نہیں دیا گیا، تاکہ ہر شخص اپنی حسبِ حیثیت واستطاعت کثرت سے درودشریف پڑھ کر فضیلت سے مستفید ہوسکے، اور اسی طرح صحیح احادیث میں جمعہ کے دن کسی خاص وقت میں درود پڑھنے کی بھی پابندی نہیں لگائی گئی، تاکہ اگر کسی کو ایک وقت میں پڑھنے کا موقع نہ ملے، اور کسی دوسرے وقت میں موقع ملے، تو وہ بھی اس فضیلت سے فائدہ اٹھا کر مستفید ہوسکے۔

اور اس طرح امت کا ہر فرد اپنی حسبِ حیثیت وفرصت جب بھی جمعہ کے دن یا رات میں، جس کو جتنا اور

---

[1] (فإن صلاتكم معروضة علی) : يعنی علی وجه القبول فيه، وإلا فهی دائما تعرض عليه بواسطة الملائكة إلا عند روضته، فيسمعها بحضرته (مرقاة المفاتيح، جلد ٣ صفحه ١٠١٦، كتاب الصلاة، باب الجمعة ، الفصل الثانی)

[2] (أكثروا الصلاة علی) فی كل وقت لكن فی يوم الجمعة وليلتها آكد (التيسير بشرح الجامع الصغير، ج ١، ص ٢٠٢، تحت حرف الهمزة)

جس وقت موقع ہوگا، کثرت سے درود شریف پڑھ کرفضیلت کو پانے والا شمار ہوگا۔ [1]

اور کیونکہ بہت سے اہلِ علم حضرات کے نزدیک درودِ ابراہیمی دوسرے درودوں سے افضل ہے، اس لیے اُس کو پڑھنے کی فضیلت ان حضرات کے نزدیک یقیناً زیادہ ہوگی۔ [2]

اور معتبر و مستند احادیث وروایات سے ثابت شدہ مسنون و ماثور درود کے کئی صیغے بندہ نے اپنی کتاب ''درود شریف کے فضائل واحکام'' میں ذکر کردیئے ہیں، وہاں ملاحظہ کرلئے جائیں، جن میں بعض صیغے مختصر بھی ہیں۔

اوران میں یہ مختصر صیغہ بھی ہے کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ. [3]

اور یہ مختصر صیغہ بھی ہے کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ. [4]

---

[1] (فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا) : زاد البرقانى كل يوم (ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه) . أى :ولا بلغ نصفه أى :من بر أو شعير لحصول بركته ومصادمته لإعلاء الدين وكلمته مع ما كانوا من القلة وكثرة الحاجة والضرورة، ولذا ورد :سبق درهم مائة ألف درهم، وذلک معدوم فيما بعدهم، وكذلک سائر طاعاتهم وعباداتهم وغزواتهم وخدماتهم(مرقاة المفاتيح، ج۹ص۳۸۷۵، كتاب المناقب،باب مناقب الصحابة رضى الله عنهم أجمعين)

(سبق درهم مائة ألف درهم) قالوا :يا رسول الله كيف يسبق درهم مائة ألف قال :(رجل له درهمان أخذ أحدهما فتصدق به ورجل له مال كثير فأخذ من عرضه مائة ألف فتصدق بها) قال اليافعى :فإذا أخرج رجل من ماله مائة ألف وتصدق بها وأخرج آخر درهما واحدا من درهمين لا يملک غيرهما طيبة بها نفسه صار صاحب الدرهم الواحد أفضل من صاحب مائة ألف درهم اه (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۴۶۵۰)

[2] والوارد فى الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم ألفاظ كثيرة أشهرها اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۱۴۰۳)

[3] (سنن أبى داود، رقم الحديث ۹۸۱، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم بعد التشهد.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن من أجل محمد بن إسحاق، وقد صرح بالتحديث فانتفت شبهة تدليسه (حاشية سنن ابى داود)

[4] سنن النسائى، رقم الحديث ۱۲۹۲، كتاب الصلاة، باب كيف الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم.

قال أبو إسحاق الحوينى الأثرى حجازى : هذا حديثٌ صحيحٌ (المنيحة بسلسلة الأحاديث الصحيحة، ج ۱، ص ۳۵۸، أبواب :الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار)

Idara Ghufran

اور یہ مختصر صیغہ بھی ہے کہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ. [1]

اور درود وسلام کا یہ مختصر صیغہ بھی صحابۂ کرام سے ثابت ہے کہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ. [2]

مگر یاد رہے کہ درود شریف پڑھنے کا کوئی خاص طریقہ یا عقیدہ اپنی طرف سے گھڑ لینا یا اس کی وجہ سے کسی گناہ کا ارتکاب کرنا صحیح نہیں۔

آج کل بعض لوگ مساجد میں جمعہ کی نماز سے فارغ ہوکر کھڑے ہوجاتے ہیں اور اجتماعی طور پر بلند آواز سے بلکہ بعض لوگ لاؤڈ اسپیکر چلا کر درود شریف پڑھتے ہیں، اور مختلف طرز اور نظم کے انداز میں غیر عربی زبان میں درود وسلام کی دیر تک صدائیں لگاتے ہیں، جس سے محلّہ وعلاقہ کے لوگوں اور خواتین اور مریضوں کو، عبادت اور آرام کرنے یا جائز گفتگو کرنے اور اپنے اپنے جائز کاموں کو انجام دینے میں تکلیف وتشویش ہوتی ہے، اور اس طرح درود پڑھنے والے حضرات اس کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ اس کی برکات زیادہ ہوتی ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس میں تشریف لاتے ہیں، اس لئے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب میں کھڑے ہوتے ہیں، حالانکہ ذکر وعبادت سے کسی کو تکلیف وتشویش میں مبتلا کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح کسی مجلس یا جمعہ کے دن میں تشریف آوری کا عقیدہ رکھنا قرآن مجید اور مستند احادیث سے ثابت نہیں۔

اور درود شریف کے لیے ان قیود وتخصیصات کا کوئی ثبوت نہیں، جس کام کے لیے رسول اللہ

---

[1] عن أنس بن مالک، رضی الله عنه قال :کان رسول الله صلی الله علیه وسلم إذا دخل المسجد قال: بسم الله، اللهم صل علی محمد .وإذا خرج قال :بسم الله، اللهم صل علی محمد(عمل الیوم واللیلة لابن السنی رقم الحدیث۸۸،باب مایقول اذا دخل المسجد، عن انس)

قال الالبانی: أخرجه ابن السنی فی (عمل الیوم واللیلة (ص ۳۱رقم ۸۶) قال :ثنی الحسن بن موسی الرسعنی :ثنا إبراهیم بن الهیثم البلدی :ثنا إبراهیم بن محمد بن البحتری -شیخ صالح بغدادی :-ثنا عیسی بن یونس عن معمر عن الزهری عنه.وهذا سند حسن أو محتمل للتحسین(الثمر المستطاب فی فقه السنة والکتاب،ج۲،ص۶۰۴،کتاب الصلاة، احکام المساجد)

[2] حدثنا سلیمان بن حرب قال :ثنا حماد بن سلمة قال :ثنا سعید الجریری، عن زید بن عبد الله، أنهم کانوا یستحبون أن یقولوا :اللهم صل علی محمد النبی الأمی، علیه السلام(فضل الصلاة علی النبی لاسماعیل بن اسحاق، رقم الحدیث ۶۰)

قال الالبانی:صحیح (تحقیق فضل الصلاة علی النبی، تحت رقم الحدیث ۶۰)

صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خاص کیفیت اور کوئی خاص طریقہ متعین نہ فرمایا ہو، اس کے لیے اپنی طرف سے مخصوص طریقے بنالینا دین میں اختراع اور زیادتی ہے (احسن الفتاویٰ جلد ۱صفحہ ۳۶۵، کتاب الایمان والعقائد، باب ردالبدعات، مطبوع: ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

اس لئے ہر مسلمان مرد وعورت کو حسبِ حیثیت ہمہ وقت اور بطورِ خاص جمعہ کے دن، رات یا دن میں کسی بھی وقت کثرت سے مسنون طریقہ پر اور اخلاص کے ساتھ درود شریف پڑھنا چاہئے، اور اس کی وجہ سے نہ تو کسی کو تکلیف وایذاء پہنچانی چاہئے، اور نہ ہی کوئی غلط عقیدہ اور غیر مسنون طریقہ اختیار کرنا چاہئے، اور نہ ہی اس کی وجہ سے آپس میں تفرقہ بازی کو ہوا دینی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

اس کے بعد عرض ہے کہ مذکورہ صحیح ومعتبر احادیث وروایات سے جمعہ کے دن درود شریف کی تکثیر ثابت ہے، لیکن بعض احادیث وروایات میں جمعہ کے دن یا اس کے مخصوص وقت میں درود شریف اور اس کے مخصوص صیغوں اور تعداد کی تحدید کے ساتھ فضیلت کا ذکر آیا ہے، مگر ان احادیث وروایات کی سندوں پر نقد وجرح پائی جاتی ہے، آگے اس طرح کی چند احادیث وروایات اور ان کی اسنادی حیثیت ذکر کی جاتی ہے۔

بروز جمعہ ایک مرتبہ درود پڑھنے کی مخصوص فضیلت کی روایت

علامہ سخاوی نے اپنی کتاب ''القول البدیع'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث یہ نقل کی ہے کہ:

جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر ایک (1) مرتبہ درود پڑھے، تو اللہ اور اس کے فرشتے اس پر جنت میں ہزار ہزار مرتبہ درود پڑھتے ہیں۔

لیکن علامہ سخاوی نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد ''غیر صحیح'' قرار دیا ہے، بلکہ فرمایا ہے کہ مجھے اس روایت کے ''باطل'' ہونے کا یقین ہے۔ [1]

---

[1] وعن أنس رفعه من صلى على يوم الجمعة صلاة واحدة صلى الله عليه وملائكتة ألف ألف درجة فى الجنة .قلت :ولم أقف على أصله وأحسبه غير صحيح بل أجزم ببطلانه والله أعلم(القَولُ البَدِيعُ فى الصَّلاةِ عَلَى الحَبِيبِ الشَّفِيعِ، للسخاوى، ص ۱۹۹ ،الباب الخامس :فى الصلاة عليه فى أوقات مخصوصة،الصلاة عليه فى يوم الجمعة وليلتها)

لہٰذا اس روایت پرعقیدہ رکھنا جائز نہیں۔

بروز جمعہ سات مرتبہ مخصوص درود پڑھنے کی فضیلت کی روایت

علامہ سخاوی نے ''القولُ البدیع'' میں ابنِ ابی عاصم کی بعض تصانیف کے حوالہ سے ایک روایت یہ ذکر کی ہے کہ:

''جس نے جمعہ کے دن سات (7) مرتبہ یہ درود پڑھ لیا، تو اس کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہوجائے گی، وہ درود یہ ہے:

"اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد صلاۃ لک رضا والحقه أداء وأعطه الوسیلة والمقام المحمود الذی وعدته وأجزه عنا ما هو أهله وأجزه عنا من أفضل ما جزیت نبیاً عن أمته وصل علی جمیع أخوانه من النبیین والصالحین یا أرحم الراحمین"

مگر علامہ سخاوی نے فرمایا کہ مجھے اس کی سند معلوم نہیں ہوسکی، اور ہمیں بھی ابنِ ابی عاصم وغیرہ کے حوالہ سے تلاش کرنے کے باوجود، مذکورہ الفاظ پر مشتمل روایت کی سند اور اصل معلوم نہیں ہوسکی۔ [1]

بروز جمعہ دس مرتبہ مخصوص درود پڑھنے کی فضیلت کی روایت

علامہ سخاوی نے اپنی کتاب ''القولُ البدیع'' میں اور علامہ ابنِ حجر ہیتمی نے اپنی کتاب ''الدرُّ المنضود'' میں ایک یہ روایت نقل کی ہے کہ:

جو شخص جمعہ کی رات میں دس (10) مرتبہ یہ دو درود پڑھے کہ:

یا دائم الفضل علی البریة یا باسط الیدین بالعطیة یا صاحب المواهب السنیة صل علی محمد خیر الوری بالتحیة وأغفر لنا یا ذا العلی فی هذه العشیة.

تو اللہ اس کے لئے ہزار ہزار نیکیاں لکھتا ہے، اور ہزار ہزار گناہ معاف کرتا ہے، اور ہزار ہزار

---

[1] وروی ابن أبی عاصم فی بعض تصانیفه بسند لم أقف علیه عن .....مرفوعاً من قال اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد صلاة لک رضا والحقه أداء وأعطه السیلة والمقام المحمود الذی وعدته وأجزه عنا ما هو أهله وأجزه عنا من أفضل ما جزیت نبیاً عن أمته وصل علی حمیع أخوانه من النبیین والصالحین یا أرحم الراحمین من قالها فی سبع جمع فی کل جمعة سبع مرات وجبت له شفاعتی (القول البدیع للسخاوی، ۵۷، الباب الاول)

درجات بلند فرماتا ہے۔

مگر خود ہی علامہ سخاوی اور علامہ ابنِ حجر ہیتمی نے اس روایت کو نقل کرکے اس کو جھوٹی اور منگھڑت قرار دیا ہے۔ [1]

بروز جمعہ چالیس مرتبہ درود پڑھنے کی خاص فضیلت کی روایت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

جس نے مجھ پر ہر جمعہ کے دن چالیس (40) مرتبہ درود شریف پڑھا، تو اللہ اُس کے چالیس (40) سال کے گناہ مٹادے گا، اور جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا، پھر اس کا درود قبول کرلیا گیا، تو اللہ اس کے اسّی (80) سال کے گناہ معاف فرمادے گا، اور جس نے ''قل ہو اللہ احد'' ختم سورت تک کو چالیس (40) مرتبہ پڑھا، تو اس کے لئے اللہ، جہنم کے پُل پر ایک ستون قائم فرمادے گا، یہاں تک کہ وہ درود پڑھنے والا شخص جہنم کے پُل سے گزر جائے گا (الترغیب للاصبہانی) [2]

مگر اس روایت کی سند میں ایک راوی محمد بن رزام ہیں، جو متہم بالکذب ہیں، ان کی طرف جھوٹی احادیث

---

[1] ويروى مما لم أقف له على أصل عن ابن عباس رفعه من قال ليلة الجمعة عشر مرات يا دائم الفضل على البرية يا باسط اليدين بالعطية يا صاحب المواهب السنية صل على محمد خير الورى بالسجية وأغفر لنا يا ذا العلى فى هذه العشية كتب الله له -عز وجل -مائة ألف ألف حسنة ومحا عنه ألف ألف سيئة ورفع له ألف ألف درجة فإذا كان يوم القيامة زاحد إبراهيم الخليل فى قبته، وهذا مكذوب(القَولُ البَدِيعُ فى الصَّلاةِ عَلَى الحَبِيبِ الشَّفِيعِ ،للسخاوى، ص ٢٠٠ ،الصلاة عليه فى يوم الجمعة وليلتها،الباب الخامس فى الصلاة عليه فى أوقات مخصوصة)

ويروى أيضا :من قال ليلة الجمعة عشر مرار :يا دائم الفضل على البرية، يا باسط اليدين بالعطية، يا صاحب المواهب السنية؛ صلّ على محمد خير الورى بالتحية، واغفر لنا يا ذا العلا فى هذه العشية ... مع كلمات أخر، وهو مكذوب(الدر المنضود فى الصلاة والسلام على صاحب المقام المحمود،لا بن حجر الهيتمى ، ص ٢١٤، الفصل السادس)

[2] أخبرنا أبو الحسن :على بن أحمد المؤذن المدينى الزاهد بنيسابور، ثنا أحمد بن على الحافظ، ثنا أبو بكر :محمد بن الحسين بن جعفر البخارى -قدم حاجاً -أن أبا حسان :عيسى بن عبد الله حدثهم قال :ثنا محمد بن رزام، ثنا محمد بن عمرو، ثنا مالک بن دينار وأبان، عن أنس -رضى الله عنه -قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:(من صلى على فى كل يوم جمعة أربعين مرة محا الله عنه ذنوب أربعين سنة، ومن صلى على مرة واحدة فتقبلت منه، محا الله عنه ذنوب ثمانين سنة، ومن قرأ :قل هو الله أحد أربعين مرة حتى يختم السورة بنى الله له مناراً فى جسر جهنم حتى يجاوز الجسر (الترغيب و الترهيب للاصبهانى، رقم الحديث ١٦٩٦)

گھڑنے کی نسبت کی گئی ہے، اس لئے یہ روایت موضوع ومن گھڑت یا کم ازکم شدید ضعیف ہے، جو فضیلت کے درجہ میں بھی معتبر نہیں، اوراس پر عقیدہ رکھنا بھی جائز نہیں۔ [1] (جاری ہے..........)

---

[1] قال ابن عراق الكنانى:

(حديث) من صلى على فى كل يوم جمعة أربعين مرة محا الله عنه ذنوب أربعين سنة ومن صلى علـى مرة واحدة فتقبلت منه محا الله عنه ذنوب ثمانين سنة (مى) من حديث أنس وفيه محمد بن رزام (تنزيه الشريعة لابن عراق الكنانى، رقم الحديث ۴۵)

وقال الشوكانى:

حديث " :من صلى على فى كل يوم جمعة أربعين مرة .محا الله عز وجل عنه ذنوب أربعين سنة، ومن صلى على مرة واحدة فتقبلت منه .محا الله عنه ثمانين سنة.

فى إسناده :متهم بالوضع (الفوائد المجموعة للشوكانى، رقم الحديث ۴۰)

وقال: محمد طاهر بن على الصديقى الهندى الفَتَّنِى:

من صلى على فى كل يوم جمعة أربعين مرة محا الله عز وجل عنه ذنوب أربعين سنة ومن صلى على مرة واحدة فتقبلت منه محا عنه ذنوب ثمانين سنة فيه محمد ابن رزام متهم بالوضع (تذكرة الموضوعات، ج ۱، ص ۹۰، باب فضل الصلاة و كتابتها)

وقال: ابن حجر العسقلانى:

محمد "بن رزام بصرى حدث عن الأنصارى ونحوه متهم بوضع الحديث يكنى أبا عبد الملك قال الأزدى تركوه وقال الدارقطني يحدث بأباطيل(لسان الميزان،ج۵،ص ۱۶۴، تحت رقم الترجمة۵۵۷)

وقال:محمد بن أحمد بن عثمان الذهبى:

قلت :هذا مما تحرم روايته إلا مقرونًا بأنه مكذوب من غير تردد وقبح الله من وضعه وإسناده مظلم وفيهم بن رزام كذاب لعله آفته(تذكرة الحفاظ،ج۴،ص ۲۶، تحت الترجمة،أبو الفتيان عمر بن عبد الكريم بن سعدويه بن مهمت الدهستانى الرواسى)

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ 79 ''چھینکنے، تھوکنے اور جمائی لینے کے آداب''﴾

(29)...... نماز میں اگر جمائی آئے تو بعض فقہاء کے نزدیک قیام کی حالت میں دائیں ہاتھ کی پشت کو اور باقی حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پشت کو منہ پر رکھنا بہتر ہے۔

(30)...... جمائی روکنے کے لئے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ پڑھنا مفید ہے۔

اس کے علاوہ کسی طرح نقل وحرکت کر کے سستی کو دور کرنا بھی جمائی دور کرنے کا ذریعہ ہے۔

اور جمائی روکنے کا ایک طریقہ نیچے والے ہونٹ کو دانتوں سے دبا لینا بھی ہے، اس سے بھی عموماً جمائی کی آمد بند ہوجاتی ہے، اس کے علاوہ بھی بعض مجرب طریقے بزرگوں نے بیان کئے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟ ادارہ

دلچسپ معلومات،مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

چھینکنے،تھوکنے اور جمائی لینے کے آداب

(1)...... عام حالات میں مناسب مقدار کے ساتھ چھینک کا آنا انسان کے لئے باعثِ راحت ہے، اس سے دماغ میں ہلکا پن اور جسم کی قوتوں میں جلاء ونکھار پیدا ہوتا ہے۔

(2)...... جب چھینک آئے تو منہ پر کپڑا یاہاتھ رکھ لیجئے یا منہ نیچے کرلیجئے اور دھیمی آواز سے چھینکنے کی کوشش کیجئے، تاکہ کسی دوسرے کو تکلیف نہ ہو اور ناک یا حلق سے رطوبت خارج ہو کر کسی نامناسب جگہ پر نہ پڑے۔

(3)...... اگر کسی ایسی جگہ ہوں کہ چھینک کی آواز سے دوسرے کو تکلیف ہوتی ہو یا آرام میں خلل آتا ہو تو وہاں سے ہٹ کر دوسری جگہ چھینکنا چاہئے، یا اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لینا چاہئے، یا کم از کم کپڑا وغیرہ حائل کرکے آواز کو ممکنہ حد تک پست کرلینا چاہئے۔

(4)......چھینکنے کے بعد ''اَلْحَمْدُلِلّٰہِ'' یا ''اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ'' یا ''اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ'' کہنا سنت ہے۔

(5)...... جب چھینکنے والا اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہے، تو سننے والے کو چاہئے کہ ''یَرْحَمُکَ اللّٰہُ'' کہے۔

اگر چھینکنے والا اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نہ کہے، تو سننے والے کو یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنا ضروری تو نہیں، البتہ اگر دوسرے کو یاددلانے کے لئے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہہ لے، تو اچھی بات ہے۔

(6)...... اگر ایک مجلس میں موجود کئی افراد میں سے کسی ایک نے چھینکنے والے کے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہہ دیا تو دوسروں کی طرف سے بھی جواب کی ادائیگی ہوجائے گی، اور سب کو فرداً فرداً یہ الفاظ کہنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

(7)...... جب چھینکنے والے کے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کے جواب میں دوسرا شخص یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہے، تو چھینکنے والے کو اس کے جواب میں یہ الفاظ کہنا سنت سے ثابت ہے کہ:

''یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ''

یعنی ’’اللہ تمہیں ہدایت دے، اور تمہارے حال کی اصلاح کرے‘‘ (ترمذی)

(8)...... تین مرتبہ تک چھینکنے والے کے ’’اَلْحَمْدُلِلّٰہِ‘‘ کہنے کے جواب میں ’’یَرْحَمُکَ اللّٰہُ‘‘ کہنے کی تاکید ہے، اس کے بعد نہیں۔

کیونکہ نزلہ، زکام وغیرہ کے مریض کو بار بار چھینک آتی ہے، اگر ہر مرتبہ اس کا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہہ کر جواب دیا جائے گا، تو اس سے دوسرے کے کام کاج میں خلل آئے گا۔

البتہ پھر بھی اگر کوئی ہر مرتبہ جواب دینا چاہے تو ثواب کی بات ہے، گناہ نہیں۔

(9)...... اگر دوسرے لوگ کام کاج میں مشغول ہوں تو چھینکنے والے کو ’’اَلْحَمْدُلِلّٰہِ‘‘ آہستہ آواز میں کہنا چاہئے تاکہ دوسروں کو جواب میں ’’یرحمک اللہ‘‘ کہنے کی زحمت نہ کرنی پڑے۔

(10)...... اگر کسی کو بیت الخلاء کے اندر یا رفعِ حاجت کرتے وقت چھینک آجائے تو اسے زبان سے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وغیرہ نہیں کہنا چاہئے، اسی طرح بیت الخلاء میں مشغول شخص کو چھینکنے والے کا زبان سے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہہ کر جواب بھی نہیں دینا چاہئے۔

(11)...... اگر نماز کے دوران چھینک آجائے تو اس وقت نماز میں مشغول رہنا چاہئے اور اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وغیرہ نہیں کہنا چاہئے، اور نہ ہی نماز پڑھنے میں مشغول شخص کو چھینکنے والے کا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ وغیرہ کہہ کر جواب دینا چاہئے۔

(12)...... اگر کوئی عورت جوان اور نامحرم ہو تو اس کو چھینکنے والے کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہُ وغیرہ کہنا مناسب نہیں، البتہ بوڑھی عورت ہو تو اس کی چھینک کا جواب دینے میں حرج نہیں، اسی طرح محرم عورت کی چھینک کا جواب دینے میں بھی حرج نہیں۔

(13)...... اگر کسی غیر مسلم کو چھینک آئے اور وہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہے تو اس کے جواب میں ’’ھَدَاکَ اللّٰہُ‘‘ یا ’’عَافَاکَ اللّٰہُ‘‘ کہنا چاہئے۔

(14)...... تھوکنے کی ضرورت پیش آئے تو مناسب جگہ اور مناسب موقع کا انتخاب کرنا چاہئے۔

(15)...... قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکنا، اسی طرح مسجد یا کسی محترم و پاکیزہ اور صاف ستھری جگہ میں تھوکنا یا دوسروں کے عین سامنے تھوکنا آداب کے خلاف ہے۔

اور اگر عذر نہ ہو، تو اپنی داہنی جانب کے بجائے بائیں طرف تھوکنا زیادہ بہتر ہے، لیکن اگر بائیں طرف

تھوکنے میں عذر ہو اور دائیں طرف تھوکنے کی ضرورت ہو، جیسا کہ دائیں طرف بیٹھ کر گاڑی چلانے والے یا دائیں طرف بیٹھے ہوئے مسافر کو دائیں طرف شیشے سے باہر تھوکنے کی ضرورت پیش آتی ہے، ایسی صورت میں دائیں طرف تھوکنے میں حرج نہیں۔

(16)...... راستہ چلتے ہوئے اگر تھوکنے کی ضروت پیش آئے تو اس چیز کا خاص اہتمام کرنا چاہئے کہ تھوک کسی دوسرے کے اوپر نہ پڑے، اور حتی الامکان عین راستے میں تھوکنے سے پرہیز کرنا چاہئے، اور ایسی جگہ بھی تھوکنے سے بچنا چاہئے، جس جگہ تھوک دیکھ کر دوسروں کو ذہنی کوفت پہنچے۔

خاص طور پر پان وغیرہ کھا کر اس کی پیک اور تھوک ایسی جگہ نہیں ڈالنا چاہئے، جس سے درودیوار اور فرش وغیرہ کا رنگ خراب ہوجائے، جو لوگ نسوار کھاتے ہیں، ان کو نسوار کھا کر ایسی جگہ ڈالنے سے پرہیز کرنا چاہئے، جس سے دوسروں کو تکلیف پہنچے، اور بہتر یہ ہے کہ اس قسم کی چیزوں کے استعمال ہی سے پرہیز کیا جائے۔

(17)...... اگر کسی ایسے موقعہ پر تھوکنے کی ضرورت پیش آجائے، جہاں تھوکنا مناسب نہیں، اور آداب کے خلاف ہے، تو تھوکنے کے لئے کسی مناسب جگہ چلے جانا چاہئے، اور اگر ایسا کرنا مشکل ہو تو کسی تھوک دان یا کپڑے وغیرہ میں ایسے انداز سے تھوکنا چاہئے جو دوسروں کے لئے ایذاء و گھِن کا سبب نہ بنے، مثلاً دوسروں سے رُخ پھیر کر یا ہاتھ وغیرہ درمیان میں حائل کر کے تھوکنا چاہئے۔

(18)...... تھوکتے وقت آواز نکالنے سے ممکنہ حد تک پرہیز کرنا چاہئے۔

(19)...... بلاضرورت اپنے ہاتھ میں تھوک کر اسے مَسل دینا اور پھر دھوئے بغیر اسی ہاتھ سے لوگوں سے مصافحہ کرنا یا قرآن مجید وغیرہ کی ورق گردانی کرنا یا اسی حال میں کھانا تیار کرنا یا کھانا بدتہذیبی کی بات ہے۔

(20)...... کسی جگہ تھوکنے کے بعد اس کو پانی وغیرہ سے بہا کر صاف کر دینا چاہئے، تا کہ کسی کے لئے تکلیف و ایذاء کا سبب نہ بنے۔

اور اگر کوئی کچی جگہ ہے تو اس پر مٹی وغیرہ ڈال کر لوگوں کی نظروں سے چھپا دینا چاہئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ وضو خانے وغیرہ میں تھوک کر اسی طرح چھوڑ دینا بدتہذیبی کی بات ہے، اور آج کل اس میں بعض دیندار اور نمازی حضرات بھی کوتاہی کرتے ہیں، بلکہ اس طرح کی چیزوں کو دین کا حصہ ہی نہیں سمجھتے، جو کہ کم علمی کی بات ہے۔

(21)...... بیت الخلاء میں بیٹھ کر بلا عذر تھوکنا آداب کے خلاف ہے۔

(22)...... مناسب یہ ہے کہ گھر میں اور اپنے بیٹھنے اٹھنے کی جگہ تھوکنے کے لئے تھوک دان وغیرہ رکھا جائے اور ضرورت کے وقت اس کو استعمال کیا جائے۔

(23)...... تھوک دان وغیرہ میں اگر تھوک موجود ہو تو اس کو ڈھانک دینا چاہئے، تاکہ مکھی مچھر وغیرہ اس پر جمع نہ ہوں، اور دوسروں کے لئے تکلیف کا بھی سبب نہ ہو۔

(24)...... بلاضرورت ہاتھ پر تھوک لگا کر کسی کتاب وغیرہ کی ورق گردانی یا نوٹوں وغیرہ کو شمار کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ اس کی وجہ سے ایک تو کاغذ گندا و خراب ہوجاتا ہے، اور اس پر داغ دھبے پڑ جاتے ہیں، نیز دوسرے کے لئے استعمال کے وقت کراہیت کا سبب ہوتا ہے اور بار بار ایسا کرنے سے دوسری چیز پر مختلف لوگوں کے ہاتھوں وغیرہ کا لگا ہوا میل کچیل بھی منہ میں جاتا ہے، اور جب ایک ہی چیز کے ساتھ متعدد افراد ایسا کرتے ہیں تو یہ طبی اعتبار سے بیماری کا سبب بھی ہوجاتا ہے۔

(25)...... اگر زیادہ مقدار میں روپے وغیرہ گننے اور شمار کرنے کے لئے انگلی کو تر کرنے کی ضرورت ہو تو بہتر یہ ہے کہ قریب میں فوم وغیرہ پانی میں تر کرکے رکھی جائے اور بوقتِ ضرورت انگلی کو اس سے تر کرکے ضرورت پوری کی جائے۔

آج کل اس مقصد کے لئے پلاسٹک وغیرہ کی چھوٹی سی ڈبیہ بھی ملتی ہے، جس میں فوم لگا ہوا ہوتا ہے، یہ اس مقصد کے لئے اچھی چیز ہے۔

(26)...... جن لفافوں یا ٹکٹوں کو گوند لگی ہوتی ہے ان کو زبان سے تھوک لگا کر بند اور چسپاں کرنے سے حتی الامکان بچنا چاہئے، کیونکہ گوند میں کسی ناپاک یا مضر چیز کا امکان ہے، ایسے موقعہ پر پانی وغیرہ سے ضرورت پوری کرنا بہتر ہے، اور یہ ممکن نہ ہو تو انگلی وغیرہ کو تھوک میں تَر کرکے اس سے ضرورت پوری کرنی چاہئے۔

(27)...... جمائی، سستی کی علامت اور شیطان کی طرف سے ہے، اس لئے اسے حتی الامکان روکنے کی کوشش کرنی چاہئے، خاص طور پر نماز میں جمائی کو روکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(28)...... جب جمائی آنے لگے اور باوجود کوشش کے نہ رکے تو فوراً اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لینا چاہئے، یا منہ کو کسی بھی طرح ڈھانپ لینا چاہئے، کیونکہ جمائی کے وقت منہ کھلا رہنے سے شیطان اندر داخل ہوجاتا ہے، اور منہ کھلا رکھ کر جمائی کی آواز نکالنے سے شیطان خوش ہوتا ہے، اور ویسے بھی منہ پھاڑ کر جمائی لینا اچھی بات نہیں۔ ﴿بقیہ صفحہ 75 پر ملاحظہ فرمائیں﴾

عبرت کدہ — حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط 7 — مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ کو علم وحکمت عطا ہونا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں خالص دیندارانہ ماحول میسر تھا، جس کی وجہ سے آپ حضرت یعقوب اور حضرت یوسف کی تعلیم سے واقف ہو گئے، آپ کے والدین کا گھرانہ ایک شریف اور دیندار گھرانہ تھا اور بچہ جو عادات وخصائل اس عمر میں سیکھتا ہے، وہی تمام زندگی اس میں نمایاں رہتی ہیں۔

اس کے بعد جب آپ شاہی خاندان کے فرد بنے تو مصر میں متداول ورائج الوقت علوم سے بہرہ ور ہوئے اور جہان بانی اور حکمرانی کا آئین ودستور شاہانہ ماحول سے آپ کے شعور وادراک میں بیٹھتا رہا۔

اس طرح قدرت نے آئندہ دنوں میں ایک قوم اور امت کی قیادت وسیادت اور لیڈر شپ کا بار جو آپ کے کندھوں پر ڈالنا تھا، وقت اور زمانے کی سب سے بڑی بیوروکریسی اور ڈکٹیٹر، قہرمان وباجبروت سلطنت کے قلب ومرکز میں اور عین سیاہ وسفید کے مالک مطلق العنان سلطانِ وقت کے گھر میں آپ کو رکھ کر قیادت وسیادت اور لیڈر شپ کی صلاحیتوں سے آپ کو پورے طور پر بہرہ مند کر دیا۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام جوانی کی سرحد میں داخل ہو گئے، اور نہایت قوی الجثہ اور بہادر جوان بن گئے، آپ کے چہرہ سے رعب ٹپکتا تھا، اور گفتگو سے ایک خاص وقار اور عظمت کی شان ظاہر ہوتی تھی، اس کے ساتھ ساتھ ان کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ وہ اسرائیلی ہیں، اور مصریوں سے ان کا کوئی رشتہ وقرابت نہیں، انہوں نے اس چیز کا بھی مشاہدہ کیا کہ بنی اسرائیل پر فرعون اور مصریوں کی طرف سے سخت مظالم ہو رہے ہیں، اور بنی اسرائیل، مصر میں نہایت ذلت اور غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں، یہ دیکھ کر ان کو غصہ آتا، اور موقع بہ موقع بنی اسرائیلیوں کی حمایت ومدد میں پیش پیش ہو جاتے۔ [1]

اور اس میں شک نہیں کہ حضرت موسیٰ کا بنی اسرائیل کی ذلت وغلامی پر غم وغصہ اور ان کی حمایت ونصرت

---

[1] طبری نے اپنی تاریخ میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ جوان ہو گئے اور قوی ہیکل جوان ثابت ہوئے، تو بنی اسرائیلیوں کے معاملات میں ان کی نصرت وحمایت کا یہ اثر ہوا کہ مصری گماشتوں کے مظالم بنی اسرائیلیوں پر کم ہونے لگے۔

Idara Ghufran

کا گہرا اور بے پناہ جذبہ ایک فطری اور قدرتی جذبہ تھا۔

چنانچہ جب حضرت موسیٰ جوانی کی عمر کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ کو جسمانی قوت وطاقت کے ساتھ ساتھ علم وحکمت کی زیور سے بھی آراستہ کیا گیا، اور سنِ رشد کو پہنچ کر حضرت موسیٰ کی قوتِ فیصلہ اور علم ونظر بھی عروج تک پہنچ گئے، جس سے ان کو جسمانی وروحانی تربیت کا کمال حاصل ہو گیا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا، وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ

(سورة القصص، رقم الآية ۱۴)

یعنی ''اور جب (موسیٰ علیہ السلام) اپنی جوانی کو پہنچ گئے اور پورے توانا ہو گئے ہم نے انھیں حکمت وعلم عطا فرمایا، نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ''اشد'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے، جس کے معنیٰ ہیں ''قوت وشدت کی انتہا پر پہنچنا''یعنی انسان بچپن کے ضعف سے تدریجاً قوت وشدت کی طرف بڑھتا ہے، اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس کے وجود میں جتنی قوت وشدت آسکتی تھی وہ پوری ہو جاتی ہے، اس وقت کو ''اشد'' کہا جاتا ہے، اور یہ زمین کے مختلف خطوں اور قوموں کے مزاج کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے کس کا ''اشد'' کا زمانہ جلد آجاتا ہے کسی کا دیر میں۔

لیکن حضرت ابن عباس اور مجاہد سے بروایت عبد بن حمید یہ منقول ہے کہ ''اشد'' عمر کے تینتیس سال میں ہوتا ہے اسی کو سن کمال یا سن وقوف کہا جاتا ہے، جس میں بدن کا نشو ونما ایک حد پر پہنچ کر رک جاتا ہے، اس کے بعد چالیس کی عمر تک وقوف کا زمانہ ہے، اسی کو ''استویٰ'' کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، چالیس سال کے بعد انحطاط اور کمزوری شروع ہو جاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عمر کا ''اشد'' تینتیس سال کی عمر سے شروع ہو کر چالیس سال تک رہتا ہے۔ [1]

---

[1] ولما بلغ موسى أشده جمع شدة بمعنى القوة كالنعم جمع نعمة يعنى مبلغه الذى لا يزيد اليه نشوه قال الكلبى الأشد ما بين ثمانى عشرة سنة الى ثلاثين سنة وقال مجاهد وغيره ثلاث وثلاثون سنة واستوى عقله اى بلغ أربعين سنة كذا روى سعيد بن جبير عن ابن عباس وقيل استوى اى انتهى شبابه (التفسير المظهرى، ج٧ص ١٥٠، ١٥١، سورة القصص)

(ولما بلغ أشده واستوى آتيناه حكما وعلما) قد مضى الكلام فى الأشد فى "الأنعام . "وقول ربيعة ومالك

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراس آیت میں ''حکم'' سے مراد نبوت ورسالت ہے، اور''علم'' سے مراد احکام الٰہیہ شرعیہ ہیں۔
اور بعض حضرات کے نزدیک ''حکم'' سے مراد قوت فیصلہ اور علم سے مراد اللہ تعالیٰ کی معرفت جو کہ تمام علوم کی اصل اور اساس ہے، اور اس حکم وعلم کے درجات ومراتب مختلف ہوتے ہیں اس کا سب سے اعلیٰ درجہ وہ ہوتا ہے، جس سے حضرات انبیاء ورسل کو نوازا جاتا ہے، اسی لئے قرآن مجید میں انبیائے کرام کے لئے یہی الفاظ استعمال ہوئے ہیں، لیکن یہاں پر چونکہ حضرت موسیٰ کے ابتدائی حالات زندگی کا بیان ہو رہا ہے، اور نبوت سے آپ کو اس کے بہت بعد نوازا گیا، اس لئے یہاں پر ان دونوں لفظوں سے علم وحکم کا وہ خاص مرتبہ مراد ہے، جو انبیائے کرام کو دیا جاتا ہے۔ [1]
آیت کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اسی طرح جزاء دیتے ہیں نیک لوگوں کو، یعنی جس طرح ہم نے حضرت موسیٰ کی والدہ کو جزاء دی کیونکہ انہوں نے اللہ کے حکم کو تسلیم کیا اور اپنے بچہ کو دریا میں ڈال دیا، تو ہم نے بھی ان سے کیا گیا وعدہ سچا کر دکھایا، اور ہم نے ان کے بچہ کو صحیح سلامت ان کے سپرد فرمادیا، پھر ہم نے ان کے بچہ حضرت موسیٰ کو عقل، حکمت اور نبوت دی، تو ہمارا یہی طریقہ شروع سے جاری وساری ہے کہ ہم نیک لوگوں کی محنت کو ضائع نہیں کرتے، بلکہ ان کو پورا پورا بدلہ عطا فرماتے ہیں۔ [2] (جاری ہے)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

أنه الحلم أولى ما قيل فيه، لقوله تعالى "حتى إذا بلغوا النكاح "وذلک أول الأشد، وأقصاه أربع وثلاثون سنة، وهو قول سفيان الثورى ".واستوى "قال ابن عباس :بلغ أربعين سنة والحكم :الحكمة قبل النبوة وقيل :الفقه فى الدين وقد مضى بيانها فى "البقرة" وغيرها والعلم الفهم قول السدى .وقيل :النبوة .وقال مجاهد :الفقه .محمد ابن إسحاق :أى العلم بما فى دينه ودين آبائه، وكان له تسعة من بنى إسرائيل يسمعون منه، ويقتدون به، ويجتمعون إليه، وكان هذا قبل النبوة(تفسير القرطبى، ج١٣ ص٢٥٨، سورة القصص)

[1] آتيناه حكما اى النبوة وعلما اى معرفة بالله وباحكامه قيل ليس المراد به الاستنباء لانه يكون بعد الهجرة فى المراجعة من هذين بل المراد به الفقه والعلم بالشرائع قلت العطف بالواو للجمع المطلق لا دليل فيه على الترتيب فالاستنباء وان كان بعد الهجرة لكن ذكره هاهنا لبيان انجاز الوعد بتمامه حيث قال إنا رادوه إليک وجاعلوه من المرسلين وكذلک صفة المصدر محذوف تقديره نجزى المحسنين جزاء كذلک اى مثل ذلک الذى جزينا موسى وامه على إحسانهما(التفسير المظهرى، ج٧ص ١٥١، سورة القصص)

[2] (وكذلک نجزى المحسنين) أى كما جزينا أم موسى لما استسلمت لأمر الله، وألقت ولدها فى البحر، وصدقت بوعد الله، فرددنا ولدها إليها بالتحف والطرف وهى آمنة، ثم وهبنا له العقل والحكمة والنبوة، وكذلک نجزى كل محسن(تفسير القرطبى، ج١٣ ص ٢٥٩، سورة القصص)

وقوله :(وكذلک نجزى المحسنين)يقول تعالى ذكره :كما جزيناموسى على طاعته إيانا وإحسانه بصبره على أمرنا، كذلک نجزى كل من أحسن من رسلنا وعبادنا فصبر على أمرنا وأطاعنا، وانتهى عما نهيناه عنه (تفسير الطبرى، ج١٨ ص ١٨٢، سورة القصص)

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

ابتدائی طبی امداد(First Aid)(قسط4)

زہروں کی حقیقت اوران کی اقسام

ایسی شے جو جسم میں داخل ہوکر یا خون میں جذب ہوکر صحت کو نقصان پہنچائے یا زندگی کا خاتمہ کردے، اس کو زہر کہا جاتا ہے۔زہر تین طریقوں سے جسم میں داخل ہوسکتا ہے۔

ایک تو کھانے پینے کی اشیاء سے منہ کے ذریعے۔

دوسرے پھیپھڑوں کے ذریعے۔

تیسرے جلد میں داخل ہوکر۔

بعض زہر جلانے والے شمار ہوتے ہیں، وہ جس جگہ لگتے ہیں، اس جگہ کو جلا دیتے ہیں، اوراس جگہ سخت درد، سوزش، خراش وغیرہ ہوتی ہے، اس طرح کے زہر نہایت تیز تیزاب اور کھاروں وغیرہ سے بنتے ہیں۔

بعض زہر ہیجان پیدا کرنے والے شمار ہوتے ہیں، یہ زہر جس مقام پر لگتے ہیں، وہاں سوزش اور جلن پیدا ہوجاتی ہے، جب کوئی شخص ایسا زہر کھالے، تو حلق اور معدہ میں سوزش اور جلن ہوجاتی ہے، پیچش اور دست کے ساتھ سوزش اور جلن محسوس ہوتی ہے، معدنی یا فلزی زہر اور گلی سڑی ہوئی غذاؤں کے زہر اس میں شامل ہیں۔

بعض زہر خواب آور کہلاتے ہیں، ان زہروں کا اثر نظامِ عصبی اور دماغ پر ہوتا ہے، جو خون میں جذب ہوکر دماغ کو متاثر کرتے ہیں، اور فوراً نیند کا غلبہ ہوجاتا ہے، ان کے کھانے سے غنودگی بڑھ کر جزوی یا کلی بے ہوشی ہوجاتی ہے، ان زہروں میں افیون اور اس کے مرکبات اور وہ دوائیں شامل ہیں جو درد ختم کرنے اور نیند لانے کے لئے استعمال ہوتی ہیں، ان کے غیر معتدل استعمال کے بعد متاثرہ شخص کی نبض سست اور کمزور ہوجاتی ہے، چہرہ نیلگوں، جلد سرد اور سانس گہرا اور تیز ہوجاتا ہے۔

بعض زہر ہذیان یعنی بہکی بہکی باتیں پیدا کرنے والے شمار ہوتے ہیں، ان زہروں سے متاثرہ شخص میں پہلے بے خبری اور بعد میں ہذیان پیدا ہوجاتا ہے، اس کے بعد بے ہوشی کا درجہ ہوتا ہے، نبض تیز ہوجاتی ہے، آنکھوں کی پتلیاں پھیل جاتی ہیں۔ان زہروں میں بھنگ، دھتورہ، شراب، کلوروفارم اور بیلاڈونا

وغیرہ شامل ہیں۔

بعض زہر تشنج یعنی جسم میں اینٹھن پیدا کرنے والے شمار ہوتے ہیں، ان زہروں سے جسم میں اینٹھن اور تشنج پیدا ہوتا ہے، دم گھٹتا اور بدن نیلا پڑ جاتا ہے، ان زہروں میں کچلہ، میٹھا تیلیہ (بیش) وغیرہ شامل ہیں۔

آخر کے تینوں اقسام کا زہر خون میں شامل ہو کر نظام عصبی پر اثر انداز ہوتا ہے۔

زہر کھا لینے کی طبی امداد

زہر سے متاثرہ شخص کے علاج میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

سانس آتا ہوا محسوس نہ ہو تو فوراً مصنوعی طریقہ پر سانس جاری کرنا چاہئے، جس کا طریقہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے۔

اور اگر زہر سے ہونٹ یا منہ جل گیا ہو تو قے آور ادویہ استعمال نہیں کرانا چاہئے۔

اور اگر زہر خوردہ شخص کا ہونٹ یا منہ نہ جلا ہوا ہو تو پسی ہوئی رائی یا نمک پچیس گرام، پانی دوسو پچاس ملی لٹر میں ملا کر پلانا چاہئے، اور اسے بار بار دینا چاہئے، تاکہ متاثرہ شخص قے کردے، اگر اس تدبیر سے قے نہ آئے تو حلق میں دو انگلیاں ڈال کر قے کرانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

مریض کی کوئی قے کا مادہ ضائع نہ کریں، بلکہ معالج کے معائنہ کے لئے محفوظ رکھیں۔

اگر کسی نے زہر کھا لیا ہو یا غلطی سے کوئی زہریلی چیز پی لی ہو تو فوراً کسی معالج کو بلائیں یا مریض کو قریبی ہسپتال میں لے جائیں، اور فوری طور پر یہ ممکن نہ ہو، تو مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کریں۔

تیزاب اور سوڈے کے زہر کی طبی امداد

اگر تیزاب کا زہر ہو تو چاک یا چونے کی بجھی ہوئی مٹی اور یہ دستیاب نہ ہو، تو دیوار کی چونے والی سفیدی کھرچ کر پانی میں گھول کر پلائیں یا کھانے کا سوڈا پانی میں گھول کر دیں۔

اگر کاسٹک سوڈا وغیرہ کھا لیا ہو تو سرکہ کو پانی میں ملا کر یا لیموں کا رس پانی میں حل کر کے پلائیں۔

ان تمام صورتوں میں پانی خوب پلائیں اور انڈے کی سفیدی پھینٹ کر متاثرہ مریض کو دیں۔

زہر کھا لینے کی صورتوں میں مریض کو کسی بھی طرح سے قے کرائیں۔

اگر مریض بے ہوش ہو تو نیم گرم پانی کا حقنہ کریں، یعنی نیم گرم پانی مقعد کے اندر داخل کریں، اگر سانس وقفہ اور مشکل سے آتا ہو تو گرم پانی میں کپڑا بھگو کر گلے پر رکھیں۔

اگر سانس بند ہو جائے تو مصنوعی سانس جاری کریں، جس کا طریقہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے۔

Idara Ghufran

سنکھیا کے زہر کی طبی امداد

سنکھیا کھانے سے متاثرہ شخص کو پندرہ منٹ سے ایک گھنٹہ میں شدید سوزش اور جلن شروع ہو جاتی ہے، خون آور قے اور دست آتے ہیں، جسم میں تشنج اور اینٹھن پیدا ہوتی ہے، اور بالآخر غشی طاری ہو جاتی ہے۔

ایسے شخص کے حلق میں انگلیاں ڈال کر قے کرائیں، آنتوں کی خراش کم کرنے کے لئے روغن زیتون یا گھی یا دودھ یا انڈے کی سفیدی استعمال کرائیں، دل کی طرف پانی کی بوتلیں رکھیں۔ زیادہ گھبراہٹ کی صورت میں خمیرہ گاؤزبان یا گاجر کا جوس وغیرہ استعمال کرائیں۔

افیون کے زہر کی طبی امداد

اگر کوئی شخص دوائی کی مقدار سے زیادہ افیون کھالے تو افیون کھانے کے نصف سے ایک گھنٹہ بعد تھکان، سستی، اور دردِ سر شروع ہو جاتا ہے، آنکھوں کی پتلیاں سکڑ جاتی ہیں، سانس آہستہ چلنا شروع ہو جاتا ہے، اور نیند آنا شروع ہو جاتی ہے، حتیٰ کہ گہری نیند کے دوران ہی مریض کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔

افیون کے زہر سے متاثرہ مریض کو ہرگز سونے نہ دیں، سانس بند ہونے لگے تو مصنوعی سانس جاری کریں، حلق میں انگلی ڈال کر قے کروائیں، اس کے بعد دودھ، گھی یا تیز چائے یا تیز قہوہ پلائیں، اس صورت میں پوٹاشیم پرمیگنیٹ (لال دوائی) 60 گرام پانی میں حل کر کے بار بار پلانا بھی مفید ہے۔

دھتورہ کے زہر کی طبی امداد

دیہات میں دھتورہ عام ملتا ہے، اور جرائم پیشہ افراد دھتورہ کھلا کر لوگوں سے مال لوٹنے کا پیشہ اختیار کرتے ہیں، دھتورہ کھائے ہوئے شخص کو چکر آتے ہیں، حلق خشک ہو جاتا ہے، پیاس لگتی ہے، بہکی بہکی باتیں زبان سے نکلتی ہیں، اور بالآخر مریض بے ہوش ہو جاتا ہے، آنکھوں کی پتلیاں پھیل جاتی ہیں۔

دھتورہ کے زہر سے متاثرہ مریض کو قے کرائیں، اگر مریض کا سانس تنگی سے آ رہا ہو، یا مریض بے ہوش ہو، تو مصنوعی سانس جاری کریں، ہاتھ پاؤں گرم رکھیں، قے کروانے کے بعد گرم اور تیز چائے پلائیں۔

بھنگ کے زہر کی طبی امداد

زیادہ مقدار میں بھنگ استعمال کرنے سے انسان بہت بولنے اور فضول بکواس کرنے لگتا ہے، بعض اوقات بے تحاشا ہنستا ہے، اور بعض اوقات زار و قطار روتا ہے، اور پھر بے ہوش ہو جاتا ہے۔

Iqra Gruffen

بھنگ سے متاثرہ مریض کو سب سے پہلے قے کرائیں، پھر لیموں کا اچار یا املی یا خشک آلو بخارا کھلائیں، سر کو ٹھنڈے پانی سے دھوئیں، ہاتھ پاؤں گرم رکھیں، بھنگ کے زہر میں کھٹی چیزوں کا استعمال مفید اور موثر ہوتا ہے۔

بیش (میٹھا تیلیہ) کے زہر کی طبی امداد

بیش جس کو میٹھا تیلیہ بھی کہا جاتا ہے، اس زہر سے متاثرہ شخص کے جسم پر چیونٹیاں سی رینگتی محسوس ہوتی ہیں، سانس تنگی سے آتا ہے، سر چکراتا ہے۔

ایسے مریض کو قے کروائیں، جسم کو گرم رکھیں، زہر مہرہ سائیدہ ایک گرام صبح، دوپہر، شام دیں، ایسے مریض کو دودھ اور گھی پلانا بھی فائدہ مند ہے۔

پارہ، رسکپور، دارچکنا، شنگرف کے زہر کی طبی امداد

پارہ، اور جن چیزوں میں پارہ شامل ہوتا ہے، مثلاً رسکپور، دارچکنا اور شنگرف، ان تمام چیزوں کے کھانے سے قے اور متلی ہوتی ہے، سانس تکلیف اور مشکل سے آتا ہے، غشی اور تشنج ہوتا ہے، خونی دست آتے ہیں، آخر کے تینوں زہروں میں پارہ کی بڑی مقدار ہوتی ہے۔

مذکورہ چیزوں سے متاثرہ شخص کو انڈے کی سفیدی یا اسپغول کا چھلکا یا اور کوئی لعاب دار چیز پانی میں ملا کر دینی چاہئے، اس کے بعد قے کروانی چاہئے۔ (جاری ہے............)

اخبارِ ادارہ   مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

❑......14/21/28/رجب،5/12/شعبان، جمعہ کومتعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے معمولات ہوئے۔

❑......16/23/30/رجب،7/شعبان کواتوار کی اصلاحی مجلس حضرت مدیر صاحب کی منعقد ہوتی رہی۔

❑......6/13/20/27/رجب،4/11/شعبان، جمعرات بعد ظہر طلبہ حفظ کی بزمِ ادب اوراتوار بعد ظہر ناظرہ کے طلبہ کی بزمِ ادب (پورے رجب میں) منعقد ہوتی رہی۔

❑......13/رجب، حضرت مدیر صاحب مع اہلِ خانہ اپنے کزن مبشر ندیم صاحب کے ہاں عشائیہ پر مدعو تھے۔

❑......14/رجب، جمعہ، محمد حذیفہ (متعلم شعبہ حفظ) کے تکمیلِ حفظِ قرآن کی دعائیہ تقریب وظہرانہ ہوا (مانسہرہ میں) پیر17/رجب، کوان کی طرف سے ادارہ کے اساتذہ کرام کے لئے ظہرانہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔

❑......14/رجب، جمعہ، مولانا غلام بلال صاحب (استاد: ادارہ غفران) کی منگنی ہوئی، جس کی خوشی میں انہوں نے پیر کے دن ادارہ کے اساتذہ کی ضیافت کی۔

❑......15/رجب، ہفتہ، شام کوحضرت مدیر صاحب کوپیر سوہاوہ کے ہوٹل میں جناب عمران صاحب نے عشائیہ دیا۔

❑...... 16/رجب، اتوار، بعد عشاء، مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب (مہتمم: جامعہ حقانیہ، ساہیوال) ادارہ میں تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ومجالست ہوئی، اگلے دن پیر کوواپسی ہوئی۔

❑...... 18/رجب، منگل، مولانا حافظ مشتاق صاحب (مکی مسجد، محلّہ حکمداد، راولپنڈی) وفات پاگئے، مولانا عبدالسلام صاحب اور بندہ امجد جنازہ وتعزیت میں شریک ہوئے، اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے، آپ کے پسماندگان مولانا اشفاق صاحب، مولانا عثمان صاحب کواجروصبر عطا فرمائے۔

❑...... 20/رجب، بعد فجر، مولانا عبدالغفار فاروقی (استاد: شعبہ تخصص فی التحقیق والدعوۃ، راولپنڈی) اور مولانا انصر باجوہ صاحب ادارہ میں تشریف لائے، صبح کا ناشتہ کیا، اور حضرت مدیر صاحب سے بعض علمی ودینی امور پر بات چیت ہوئی۔

❑......20/رجب، جمعرات، مولانا طارق محمود صاحب مع اہلِ خانہ چند یوم کی رخصت پر آبائی گھر تشریف لے گئے۔

❑...... 22/رجب، ہفتہ، بندہ امجد اور قاری سعید احمد صاحب، جناب قاری حبیب اللہ صاحب کی عیادت وملاقات کے لئے ان کے ہاں واہ کینٹ گئے۔

Idara Ghufran

❑...... 25 / رجب، منگل، حضرت مدیر صاحب کے ماموں محبوب حسن صاحب، واپس گنگوہ تشریف لے گئے۔

❑...... 25 / رجب، منگل، مولانا عبدالرحیم چاریاری صاحب، ادارہ تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ومجالست ہوئی، مختلف علمی ودینی امور پر بات چیت ہوئی۔

❑...... 25 / رجب، منگل، جامعہ اسلامیہ، صدر، راولپنڈی میں ختمِ بخاری کے جلسہ میں بعد مغرب، مفتی محمد یونس صاحب، مولانا عبدالسلام صاحب اور بندہ امجد نے حاضری دی۔

❑...... 28 / رجب، جمعہ، احبابِ ادارہ کی ماہانہ فقہی مجلس عصر تا مغرب، فیصل مسجد کے عقب میں سبزہ زار پر منعقد ہوئی، علمی وتحقیقی رسائل کی ترتیب وتکمیل پر بھی گفتگو ہوئی۔

❑...... 28 / رجب، جمعہ، بمطابق 5 مئی، مولانا مفتی محمد ناصر صاحب اور بندہ امجد کے طب کے سالِ چہارم کے سالانہ بورڈ کے امتحانات شروع ہوئے، جو 8 / شعبان، بمطابق 16 مئی کو اختتام پذیر ہوئے، اسی کے ساتھ چار سالہ طب کی تعلیم مکمل ہوئی، 17 مئی، منگل کو ''اسلام آباد طبیہ کالج، راولپنڈی'' میں سالِ چہارم کے طلبہ کی الوداعی پارٹی تھی، جس میں ملک کے نامور اطباء اور نیشنل کونسل فار طب، اسلام آباد کے نمائندگان مدعو وشریک تھے، کالج کے پرنسپل حکیم کلیم اختر مرزا صاحب نے خطبہ استقبالیہ پڑھا، طب کے احیاء اور طبی ذمہ داریوں کے حوالے سے فکر انگیز تقاریر ہوئیں، چاروں سالوں کے ممتاز کارکردگی والے طلباء کو معزز مہمانوں کے ہاتھ سے ایوارڈ اور یادگاری شیلڈ دیئے گئے، مولانا مفتی محمد ناصر صاحب، سالِ اول اور سالِ سوم میں فرسٹ پوزیشن ہولڈر تھے، ان کو خصوصی ایوارڈ ملے۔

❑...... یکم/شعبان، پیر، حضرت مدیر صاحب، عارف پرویز صاحب کی نئی دوکان (چائنہ سنٹر میں) کے افتتاح کی دعائیہ تقریب میں شریک ہوئے، مولانا عبدالسلام صاحب، مولانا ناصر صاحب اور بندہ امجد بھی شریک تھے۔

❑...... 2 / شعبان، منگل، حضرت مدیر صاحب، شام کو مغرب کے وقت مسجد باب السلام (محلّہ نیاریاں، بنی، راولپنڈی) ایک قضیہ کی مصالحت کی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے، بندہ امجد بھی ہمراہ تھا۔

❑...... 6 / شعبان، ہفتہ، عید قبرستان میں حضرت مدیر صاحب نے محمد علی صاحب کے بیٹے اور حاجی انوار الحق ولد حاجی عین الحق صاحب کے پوتے کا جنازہ پڑھایا، کم سن بچہ موٹر سائیکل پر والد کے ساتھ سوار ہونے کی حالت میں پتنگ کی ڈور کے گلے پر پھرنے سے شہید ہوگیا۔

❑...... 8 / شعبان، پیر، بندہ امجد، شام کو راولپنڈی آرٹس کونسل میں نظامِ مصطفیٰ کانفرنس کے موقع پر حاضر ہوا۔

❑...... 9/شعبان، منگل، جامعہ فاروقیہ (شاہ فیصل کالونی، کراچی) کے علماء ومفتیانِ کرام کا ایک وفد، جو راولپنڈی، اسلام آباد میں مدارس وجامعات کے خیر سگالی دورے پر آیا ہوا ہے، دارالافتاء ادارہ غفران میں بھی معزز وفد کی تشریف آوری ہوئی، حضرت مدیر صاحب اور دارالافتاء کے رفقاء کے ساتھ خوشگوار مجلس ہوئی، حضرت مدیر صاحب کے ساتھ بعض علمی موضوعات پر تبادلہ خیال ہوا، علم وتحقیق، فکر وفن، فقہ وافتاء سے وابستہ ان روشن ضمیر وروشن جبین معزز مہمانوں کی نذر: اے ہم نفسانِ محفلِ ما رفتید ولے نہ از دلِ ما

❑...... 12/شعبان، جمعہ، بعد عشاء، حضرت مدیر صاحب کی طرف سے احباب اور ادارہ کے متعلقین کے اعزاز میں عشائیہ دیا گیا۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ 90 ''اخبارِ عالم''﴾

9/مئی: پاکستان: لندن کے نومنتخب مسلمان میئر کو پاکستان سے تعلق پر فخر، نماز، روزے کے پابند 10/مئی: پاکستان: ٹنڈو جام ریلوے پٹڑی پر دھماکا، 9 بوگیاں تباہ، ٹریک کو شدید نقصان، بہاولپور میں ریلوے پل تباہ کرنے کا منصوبہ ناکام 11/مئی: پاکستان: پاکستان سے محبت جرم، جماعتِ اسلامی کے بنگلہ دیشی بزرگ رہنما 73 سالہ امیر کو پھانسی دے دی گئی، ہزاروں افراد کی شرکت، احتجاجی مظاہرے 12/مئی: پاکستان: کاسا، 1000 پاور پراجیکٹ کے لئے معاملات طے پا گئے 13/مئی: پاکستان: سانحہ صفورا اور دیگر الزامات میں ملوث 5 افراد کو پھانسی دے دی گی 14/مئی: پاکستان: جنرل راحیل سے افغان سفیر کی ملاقات، طورخم باڈر کھولنے پر اتفاق، ٹریفک بحال 15/مئی: پاکستان: بنگلہ دیش میں پھانسیاں رکوانے کے لئے مشترکہ لائحہ عمل مرتب کرنے کا فیصلہ ننکانہ تجاوزات کے خلاف آپریشن، پولیس اور قابضین میں جھڑپیں، 16 زخمی 16/مئی: پاکستان: لگژری مالز اور پلازوں میں دکانیں رکھنے اور 6 لاکھ روپے سالانہ بجلی استعمال کرنے والے تاجروں پر 2 فیصد فکسڈ ٹیکس لگانے کا فیصلہ 17/مئی: پاکستان: ملک میں بھارتی مداخلت پر مکمل دستاویزات تیار کر کے عالمی برادری کو بھیجی جائیں، سینٹ میں قرارداد منظو 18/مئی: پاکستان: نقشے میں کشمیر کو بھارت کا حصہ نہ دکھانے کے خلاف مجوزہ بھارتی قانون، پاکستان کے شدید تحفظات، اقوامِ متحدہ کو خطوط ارسال 19/مئی: پاکستان: پنجاب اور اسلام آباد میں سی این جی کی قیمت میں 3 روپے 10 پیسے فی کلو اضافہ 20/مئی: پاکستان: قومی اسمبلی 22 ویں ترمیم منظور، ارکانِ الیکشن کمیشن کے لئے جج ہونے کی شرط، قائم مقام چیف الیکشن کمشنر کے لئے چیف جسٹس کا اختیار ختم مدت 5، عمر 65 سے 68 سال۔

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/اپریل/2016ء/13/رجب المرجب/1437ھ: پاکستان: کراچی، پولیوٹیموں کے محافظ پولیس اہلکاروں پرفائرنگ، 7شہید 22/اپریل: پاکستان: کرپشن پر پاک فوج کے 2جنرل، 3بریگیڈیئر اور ایک کرنل برطرف، تمام مراعات واپس 23/اپریل: پاکستان: بجٹ 17-2016 محکمہ ایکسائز کی پروفیشنل ٹیکس، موٹرسائیکل رجسٹریشن فیس بڑھانے کی تجویز 24/اپریل: پاکستان: پاناما لیکس، یورپی یونین کا دولت چھپانے میں مددگاروں کو بلیک لسٹ کرنے پر اتفاق 25/اپریل: پاکستان: صوبوں کے لئے 2ارب 21 کروڑ کی، مراعاتی گرانٹ منظور، رمضان پیکج 10روز میں تیار کرنے کی ہدایت 26/اپریل: پاکستان: پاکستان طویل المدت معاشی اہداف حاصل کررہا ہے، امریکی جریدہ 27/اپریل: پاکستان: اسلام آباد، بجلی 2.83روپے یونٹ سستی کرنے کی منظوری دیدی گئی، مہنگے پاور پلانٹس اور لائسنس کے بغیر بجلی پیدا کرنے پر کاروائی ہوگی، نیپرا 28/اپریل: پاکستان: 3سالہ بجٹ فریم ورک منظور، 100ارب کے نئے ٹیکس لگانے کی تجویز، جی ڈی پی گروتھ 6.2، مہنگائی شرح 6فیصد، ٹیکس وصولیوں کا ہدف 3735ارب، زرِ مبادلہ ذخائر کا 23.6ارب ڈالر مقرر 29/اپریل: پاکستان: بھارت نے پاکستانی سرحد کے ساتھ 12مقامات پر لیزر وال نصب کردی 30/اپریل: پاکستان: امریکی کانگریس نے ایف16طیاروں کے لئے پاکستان کی امداد روک دی یکم/مئی: پاکستان: افغانستان میں امن کے لئے کوششیں جاری رکھیں گے، پاک چین اتفاقِ رائے 2/مئی: پاکستان: ریلویز کے 36اہم منصوبوں کے لئے 13ارب 68 کروڑ کے فنڈز جاری 3/مئی: پاکستان: ملک بھر میں گرمی کی شدید لہر، لوڈشیڈنگ، 6افراد جاں بحق، عوام سڑکوں پر نکل آئی 4/مئی: پاکستان: سعودی علماء نے مسجدِ حرام میں عبادت کے دوران تصاویر کو حرام قرار دے دیا 5/مئی: پاکستان: مئی کے پہلے 4دنوں میں ٹیکس ادائیگی میں 173فیصد اضافہ ریکارڈ 6/مئی: پاکستان: ڈھاکہ جماعتِ اسلامی کے رہنما مطیع الرحمان نظامی کی سزا کے خلاف اپیل مسترد 7/مئی: پاکستان: 67 کروڑ روپے، ڈالرز، سونا او زیورات برآمد، سیکرٹری خزانہ بلوچستان کے دفتر اور گھر پر نیب کا چھاپہ، نوٹ گننے کے لئے مشینیں منگوانا پڑیں 8/مئی: پاکستان: غیرت کے نام پر خواتین کا قتل غیر شرعی عمل ہے۔علمائے کرام۔

﴿بقیہ صفحہ 89 پر ملاحظہ فرمائیں﴾